ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

31

www.tanzeem.org

24 ذوالقعدہ تا یکم ذوالحجہ 1439ھ/7 تا 13 اگست 2018ء

اس شمارے میں

پاکستان کی نئی حکومت اور درپیش چیلنجز

نیکیوں کو ضائع کرنے والی چیزیں

مطالعہ کلام اقبال (81)

الیکشن 2018ء: توقعات اور خدشات

آزادی کی نیلم پری

حج ...... عالم اسلام کا عالمی اجتماع

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل

پاکستان کی بقا اور اس کی نظریاتی بنیاد

”علامہ اقبال اور قائداعظم آپ کو اسلام کی بنیاد پر ایک وطن دے کر گئے ہیں۔ اقبال نے آپ کو فکر اور نظریہ دیا، اور قائداعظم کی قیادت میں آپ کو یہ وطن حاصل ہوا۔

اس وطن کی انوکھی شان یہ ہے کہ اس کا نظریہ پہلے وجود میں آیا اور ملک بعد میں بنا۔ اگر اس ملک کے بنیادی نظریے کو یا دوسرے لفظوں میں اس کی نظریاتی بنیاد کو ہٹا دیا جائے تو یہ ملک قائم نہیں رہ سکتا۔ آج اس ملک کی نظریاتی بنیاد پر مختلف اطراف سے حملے کیے جا رہے ہیں، لیکن کیا آپ اس چیز کو جو اتنی محنتوں اور عظیم قربانیوں کے نتیجے میں حاصل ہوئی، یونہی اپنی غفلت اور کوتاہ ہمتی سے ضائع کر دیں گے؟

میں کہتا ہوں اگر آپ نے اس کو کھو دیا، تو تاریخ انسانی یہ بات ثابت کر دے گی کہ یہ ایک بے وقوف قوم تھی جس نے لاکھوں جانوں، اَن گنت عصمتوں اور کروڑوں اور اربوں روپوں کی جائیدادیں قربان کر کے ایک وطن حاصل کیا، مگر اس نعمت خداوندی کو کھو بھی دیا۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو تاریخ میں آپ کا مقام ایک بے وقوف اور ایک احمق قوم کی حیثیت سے باقی رہ جائے گا (بشرطیکہ آپ کی تاریخ کو باقی رہنے دیا گیا!)

اگر آج آپ نے سیکولرازم یا وطنی قومیت کے ذریعے کسی اور باطل ازم کو اختیار کیا، تو صرف یہی نہیں کہ آپ کی آزادی ختم ہو جائے گی بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کا وجود بھی ختم ہو جائے گا، اور مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں کہ اسپین کے بعد تاریخ کا یہ دوسرا بھیانک المیہ ہوگا کہ اس برصغیر میں محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت کا خاتمہ ہو گیا۔“

مولانا مودودیؒ

دنیا اور آخرت میں راضی رہنے کا عمل

الھدیٰ (814)

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 129، 130

وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا ۚ وَمِنۡ اٰنَآئِ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡ وَاَطۡرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرۡضٰى ﴿۱۳۰﴾

آیت ۱۲۹ ﴿وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾﴾ ’’اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی اور ایک وقت معین مقرر نہ کر دیا گیا ہوتا تو یہ (عذاب) چمٹ چکا ہوتا۔‘‘

اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی مہلت کی مدت پہلے سے طے نہ فرمادی ہوتی تو ان پر کب کا عذاب آچکا ہوتا۔ ترتیبِ عبارت اصل میں یوں ہے: ’’وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى لَكَانَ لِزَامًا‘‘ لیکن یہاں پر عبارت کے مخصوص آہنگ (rhythm) کے پیش نظر الفاظ میں تقدیم و تاخیر کی گئی ہے۔

اگلی آیات کی سورۃ الحجر کی آخری پندرہ آیات کے ساتھ گہری مشابہت ہے۔

آیت ۱۳۰ ﴿فَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ﴾ ’’تو (اے نبی ﷺ!) آپ صبر کیجیے اس پر جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں‘‘ ﴿وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا ۚ﴾ ’’اور تسبیح بیان کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔‘‘

یہ نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی طرف اشارہ ہے۔

﴿وَمِنۡ اٰنَآئِ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡ﴾ ’’اور رات کے کچھ اوقات میں بھی تسبیح کیجیے‘‘

اس سے نماز مغرب اور عشاء مراد ہیں۔

﴿وَاَطۡرَافَ النَّهَارِ﴾ ’’اور دن کے اطراف میں بھی‘‘

دن کے دونوں اطراف سے دن کے آغاز اور سورج ڈھلنے کے بعد کے اوقات مراد ہیں۔ دن کے آغاز میں صلوٰۃ الضحیٰ یا نماز چاشت کا وقت ہے جبکہ سورج ڈھلنے کے بعد نماز ظہر کا۔ یعنی نصف النہار کے بعد جتنے وقفے پر نماز ظہر کا وقت ہے تقریباً اتنے ہی وقفے پر نصف النہار سے پہلے نماز چاشت کا وقت ہے۔ نمازوں کی تعداد اصل میں آٹھ ہے۔ (ان میں سے تین کو فرض نہیں رکھا گیا) جن کے اوقات چوبیس گھنٹوں میں بڑی خوبصورتی سے برابر تقسیم پر رکھے گئے ہیں‘ اس طرح کہ تقریباً ہر تین گھنٹے بعد نماز کا وقت ہے۔ لیکن ان میں سے صرف پانچ نمازوں کو فرض کیا گیا ہے‘ باقی تین (اشراق‘ چاشت‘ اور تہجد) کو نفلی قرار دے دیا گیا تا کہ عام لوگوں کو فجر سے ظہر تک اپنی معاشی سرگرمیوں کے لیے اور رات کو آرام کے لیے تسلسل کے ساتھ مناسب وقت مل سکے۔

﴿لَعَلَّكَ تَرۡضٰى ﴿۱۳۰﴾﴾ ’’تا کہ آپؐ راضی ہو جائیں۔‘‘

اگر آپؐ اس پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو خوش کر دیں گے۔ ان احکام کی تعمیل کا ایسا اجر ملے گا کہ آپؐ راضی ہو جائیں گے۔

فرمان نبویؐ

تین طرح کے لوگوں کے لئے وعید

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصۡمُهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ: رَجُلٌ اَعۡطٰی بِیۡ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اِسۡتَاجَرَ اَجِیۡرًا فَاسۡتَوۡفٰی مِنۡهُ وَلَمۡ یُعۡطِهٖ اَجۡرَهٗ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قیامت کے دن میں تین طرح کے لوگوں کے خلاف مدعی ہوں گا۔

(1) جس نے میرا نام بیچ میں لا کر عہد (معاہدہ) کیا اور پھر اسے توڑ ڈالا۔

(2) آزاد شخص کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھانے والا۔ اور

(3) جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لیا مگر اس کی مزدوری نہ دی۔‘‘

تشریح: یہ وعید کا انتہائی سخت انداز ہے‘ جس سے ان افعال کی شناعت کا اظہار مقصود ہے‘ تا کہ مسلمان متنبہ رہیں‘ اور ان امور سے لازماً اجتناب کریں۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان کی نئی حکومت اور درپیش چیلنجز

بالآخر خدا خدا کر کے الیکشن 2018ء کا معرکۂ عظیم سر ہوا۔ اسے معرکۂ عظیم اس لیے بھی کہنا چاہیے کہ یہ طویل سیاسی جنگ کے بعد برپا ہوا اور اس لیے بھی کہ اس سے پہلے شاید ہی اتنا سخت مقابلہ ہوا ہو کہ فریقین کو ایک دوسرے کو پچھاڑنے کے لیے اتنے جتن کرنے پڑے ہوں۔ تاہم نتائج عوام کے سامنے ہیں۔ اب اصل مسئلہ نئی بننے والی حکومت کا درپیش چیلنجز سے نمٹنے کا ہے اور عالمی حالات کے تناظر میں یہ ایک ایسا نازک وقت ہے کہ حکمران جماعت کو ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے اس سے کئی گنا زیادہ سخت مقابلے کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ اس لیے کہ پورے عالم اسلام پر عالمی قوتوں کی طرف سے جو ایجنڈا مسلط کیا گیا ہے اور نائن الیون کے بعد اس کے نفاذ میں جو تیزی آئی تھی، ڈونلڈ ٹرمپ کے امریکی صدر بننے کے بعد اس میں مزید اضافہ ہو چکا ہے۔ اور اسی تناسب سے اسلامی ممالک پر دباؤ بھی بڑھ رہا ہے۔ عراق، شام، مصر اور لیبیا تو اس عالمی ایجنڈے کی تکمیل کی راہ میں بچھا دیے گئے اب وہاں وہی کچھ ہوگا جو طاغوتی قوتیں چاہیں گی۔ جبکہ افغانستان میں ابھی بھی مزاحمت جاری ہے۔ دوسری طرف عالمی قوتیں بھی اپنی شکست کو تسلیم کرنے کے لیے کسی طور پر تیار نہیں ہیں۔ جب بارودی اسلحہ سے اس مزاحمت کو کمزور نہیں کیا جاسکا تو اب امریکہ اور اس کے اتحادی نظریاتی ہتھیاروں کو آزما رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے اسلامی کانفرنسز کا انعقاد کر کے افغان مزاحمت کی اخلاقی اور نظریاتی سپورٹ کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہر حال ایک اہم فرق جو اس حوالہ سے نظر آیا ہے کہ امریکہ بالآخر افغان طالبان سے براہ راست مذاکرات پر آمادہ ہو گیا ہے۔ افغان طالبان اس کا ایک عرصہ سے مطالبہ کر رہے تھے لیکن امریکہ کان نہیں دھر رہا تھا۔ ہماری رائے میں یہ افغان طالبان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ البتہ مذاکرات کی میز پر طالبان کو بہت چوکنا رہنا ہوگا۔ ایسا نہ ہو میدان جنگ میں جیتی ہوئی بازی میز پر ہار دیں۔ مسلمان ممالک میں سے پاکستان اور سعودی عرب کسی نہ کسی لحاظ سے مضبوط تھے اور عالمی ایجنڈے کے خلاف کسی حد تک مزاحم تھے لیکن اب ان کے خلاف بھی گھیرا مزید تنگ ہو چکا ہے۔ سعودی عرب میں وہی ایجنڈا ماڈرنائزیشن کے نام سے آگے بڑھ رہا ہے جو بالآخر سعودیہ میں نظریاتی کشمکش، باہمی انتشار اور فساد پر منتج ہوتا واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے۔ اس کے باوجود سعودی حکام عالمی ایجنڈے پر عمل درآمد پر مجبور ہو چکے ہیں۔

پاکستان جن سخت اور مشکل آزمائشی حالات سے گزر رہا ہے، وہ بھی سعودی عرب کے حالات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں۔ ایک طرف پاکستان پر FATF کا شکنجا کسا جا رہا ہے، دوسری طرف قادیانیوں کے حوالے سے عالمی دباؤ کا سامنا ہے اور تیسری طرف افغانستان میں عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے سلسلے میں بھی پاکستان پر دباؤ ہے اور ان سب آزمائشوں کے اوپر سب سے بڑی آزمائش قرضوں کا بوجھ ہے۔ جنہیں اُتارنے کے لیے پاکستان کو مزید قرضوں اور مہلت کی ضرورت ہوگی اور یہ دونوں چیزیں عالمی ایجنڈے کے نفاذ سے مشروط ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ پاکستان اور اس کی نئی حکومت کو تاریخ کے مشکل ترین دور کا سامنا ہوگا تو غلط نہ ہوگا۔ FATF کی گرے لسٹ سے پاکستان کو نکالنے کے لیے جو چیلنجز درپیش ہیں، اول تو انہیں پورا کرنا مشکل ہے اور اگر اس سمت میں جلد بازی سے بڑھنے کی کوشش کی گئی تو قومی یکجہتی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس جانب بڑھنے سے پاکستان نے انکار کر دیا تو لازماً اس کا نتیجہ پاکستان پر سخت ترین پابندیوں کی شکل میں سامنے آئے گا اور موجودہ کمزور معاشی حالات میں پاکستان کا ان پابندیوں کا متحمل ہونا بہت

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

24 ذوالقعدہ تا یکم ذوالحجہ 1439ھ جلد 27
7 تا 13 اگست 2018ء شمارہ 31

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

دشوار دکھائی دیتا ہے۔اسی طرح کا پیچیدہ مسئلہ قادیانیوں کے حوالے سے عالمی دباؤ کا بھی ہے اور اب اس دباؤ میں پہلے سے زیادہ شدت کا خدشہ ہے جس کو نظرانداز کرنا حکومت کے لیے آسان نہیں ہوگا۔ جبکہ اگر اس دباؤ کو کم کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کا لازمی اثر ختم نبوت کے قوانین پر پڑے گا اور اس صورت میں عوام کا شدید ردعمل حکمرانوں اور حکمران جماعتوں کی ساکھ کو ایک جھٹکے میں بہالے جائے گا۔ تیسرا اہم مسئلہ افغانستان کے حوالے سے امریکی پالیسی کا موثر جواب دینا ہے اور یہ اتنا پیچیدہ ایشو ہے کہ بھارت بھی اس معاملے میں امریکہ کا ساتھ دینے سے کنی کترا کر نکل گیا ہے۔صاف ظاہر ہے کہ بھارت محض امریکہ کی خاطر خطہ میں اپنے مفادات کو خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتا۔سیدھی سی بات ہے کہ امریکہ کا اتحادی اور افغان طالبان کا دشمن بھارت اگر فزیکل مداخلت سے گریزاں ہے تو مسلمان ریاست پاکستان کو تو یہ سوچنا بھی نہیں چاہیے۔ یہ تو پاکستان کی سلامتی سے کھیلنے والی بات ہوگی۔ لہٰذا ہم امریکہ کی افغان پالیسی کا حصہ بن کر اپنی جڑیں خود کاٹنے کا احمقانہ قدم بھی نہیں اُٹھا سکتے اور اس پالیسی سے مکمل طور پر الگ رہنا بھی آسان نہیں ہوگا کیونکہ ہماری سب سے بڑی کمزوری ہم پر بڑھتا ہوا قرضوں کا بوجھ ہے جو ہمیں عالمی قوتوں کے سامنے جھکنے پر مجبور کر رہا ہے اور اس صورت میں امن وامان، قومی یکجہتی، ملکی سلامتی اور بہتر مستقبل سمیت سب کچھ داؤ پر لگ جائے گا۔سب سے بڑھ کر ہماری معاشی کمزوری کی وجہ سے ہمارے ایٹمی اثاثوں کو خطرات لاحق ہیں۔ظاہر ہے بڑھتا ہوا قرض اور اس کی بنیاد پر بلیک میلنگ پاکستان کو ایٹمی اثاثوں کے حوالے سے سمجھوتے پر خدانخواستہ مجبور نہ کردے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں کیا کیا جائے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔اس حوالے سے ہمارے سامنے موجودہ دور کی دو مثالیں ہیں۔ایک ترکی کے طیب اردگان ہیں جو کمال اتاترک کے عالمی ایجنڈے سے ہم آہنگ سیکولر ترکی کو آہستہ آہستہ اسلامی ترکی کی طرف اس طرح لے کر جا رہے ہیں کہ ان کی حالیہ جیت کو عالمی سطح پر The Rise of Islam in Turkey قرار دیا جا رہا ہے۔ جبکہ دوسری مثال ہمارے سامنے سعودی عرب کے محمد بن سلمان کی ہے جو عالمی دباؤ کو کم کرنے کے لیے کمال اتاترک کے ماڈرنائزیشن کے تجربے کو سعودی عرب میں آزمانے کا عزم رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں وہ کمال اتاترک کی طرح ہی ایک طرف صیہونیوں سے تعلقات بڑھا رہے ہیں اور دوسری طرف اسلامی سعودیہ میں سیکولر اور لبرل بنیادوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔ کمال اتاترک اور جواں ترک تحریک کے ماڈرنائزیشن کے تجربے کا نتیجہ تو بالآخر سلطنت عثمانیہ کے خاتمے اور لوزان ٹو معاہدے کی صورت میں نکلا جس نے ترکی کو اگلے سو سال کے لیے اقتصادی، سیاسی اور مذہبی طور پر یہود ونصاریٰ کے ہاتھوں باندھ کر رکھ دیا۔اب دیکھنا یہ ہے کہ محمد بن سلمان کمال اتاترک کے نقش قدم پر چل کر کیا نتیجہ حاصل کرتے ہیں۔ زمینی حقائق تو یہی بتا رہے ہیں کہ ترکی کو 100 سال قبل یہود ونصاریٰ کے ایجنڈے یعنی ماڈرنائزیشن اور سیکولرازم پر چل کر جو تلخ تجربہ حاصل ہوا تھا، اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے اس نے اپنی درست سمت کا تعین کرلیا ہے۔ یعنی عالمی ایجنڈے پر عمل درآمد کرنے کے برعکس قومی اور ملی ایجنڈے کو آگے بڑھاتے ہوئے اسلامائزیشن کے حوالے سے بتدریج قدم اُٹھائے ہیں۔کمال اتاترک کے زمانے سے حجاب پر جو پابندی تھی اُسے نومبر 2015ء میں طیب اردگان نے ختم کر دیا اور تمام اداروں میں حجاب پہننے کی اجازت دے دی گئی۔ ایک میگزین کی رپورٹ کے مطابق 2002ء سے اب تک وہاں 19 ہزار نئی مساجد تعمیر کی گئی ہیں اور بے شمار مساجد کی تعمیر نو کی گئی ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے ترکی میں امام حاطب کے نام سے مدرسے کھولے ہیں جن میں تقریباً دس لاکھ بچے داخل ہو چکے ہیں۔انہوں نے اپنے تعلیمی نظام میں مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے۔خاص طور پر قرآن اور سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ لازمی قرار دیا ہے۔اتاترک کے زمانے سے 12 سال سے کم عمر بچوں پر قرآن کی تعلیم پر پابندی تھی جسے نہ صرف طیب اردگان نے ختم کیا بلکہ پرائمری سکول کے بچوں کو بھی قرآن پڑھانے کے لیے باقاعدہ ایک پراجیکٹ کا آغاز کیا۔اسی طرح انہوں نے شراب کی خرید وفروخت پر بھی روک لگائی ہے۔اس کے علاوہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کے بھی خلاف ہیں اور اس کے مقابلے میں اسلامی بینکنگ سسٹم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ گویا طیب اردگان نے اپنے عمل کی بنیاد دینی اور ملی اساس اور عوام کے جذبات اور احساسات پر رکھی ہے تو اس کے ثمرات بھی ترکی کو حاصل ہونا شروع ہو چکے ہیں۔ وہ نہ صرف معاشی طور پر مضبوط ہو رہا ہے بلکہ بحیثیت مسلمان ملک اپنی مذہبی شناخت بھی بنا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ترکی کی حکومت کو عوام کی بھی اس قدر حمایت حاصل ہے کہ 2016ء میں جب عالمی قوتوں نے فوجی بغاوت کے ذریعے ترکی کی حکومت کو گرانے کی کوشش کی تو عوام نے ٹینکوں کے سامنے لیٹ کر حکومت کا کامیاب دفاع کیا۔ جبکہ دوسری طرف سعودی عرب کو عالمی ایجنڈے کی راہ پر چل نکلنے کے اثرات کا بھی ابھی سے سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ ایک طرف ملک میں بڑھتا ہوا انتشار اور خلفشار کسی تباہ کن طوفان کا پیش خیمہ لگ رہا ہے اور دوسری طرف خود حکمران اپنے ذاتی محلات میں بھی محفوظ نہیں ہیں۔عالمی میڈیا کے مطابق پچھلے دنوں محمد بن سلمان پر اس کے محل میں قاتلانہ حملہ ہوا جس میں محمد بن سلمان زخمی ہو کر کئی دن تک روپوش رہے جبکہ ان کا بیٹا اس حملے میں زندگی کی بازی ہار گیا۔نتیجہ واضح ہے کہ مسلم حکمران اگر قومی اور ملی اساس کو چھوڑ کر عالمی ایجنڈے پر چلیں گے تو نہ ملک میں استحکام رہے گا اور نہ ان کا اقتدار محفوظ رہے گا۔ جبکہ اگر اپنی قومی اور ملی بنیادوں پر کھڑے ہو کر عالمی دباؤ کا مقابلہ کریں گے تو نہ صرف ملک میں استحکام آئے گا بلکہ عوام اپنی جانیں قربان کرکے بھی ان کے اقتدار کی حفاظت کریں گے۔ جیسا کہ ترکی کے عوام نے کیا۔ ہمارے خیال میں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ترکی کی حکومت نے عوام کو نہ صرف نظریاتی تسکین باہم پہنچائی ہے بلکہ عوام کے اندر رہ کر عوام کے مسائل کو حل کیا ہے، معیشت کو ترقی دی ہے، روزگار دیا ہے اور حقیقی معنوں میں عوام کی نمائندگی کا حق ادا کیا ہے۔جبکہ ہمارے ہاں گزشتہ 70 سالوں میں حکمرانوں کا تمام تر جھکاؤ بیرونی قوتوں کی طرف ہی رہا ہے، ان کی تمام تر توانائیاں بیرونی ایجنڈے کو نافذ کرنے اور عالمی طاقتوں کو خوش کرنے میں ہی صرف ہوئی ہیں جبکہ عوام کے جذبات، احساسات اور ان کے مسائل کے حل کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں چاہے مارشل لاء لگ جائے یا کچھ بھی ہو جائے عوام سیاسی حکمرانوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ بلکہ کئی ایسے حکمران جن کا کردار پاکستان میں محمد بن سلمان جیسا رہا ہے یعنی انہوں نے عوام کی حقیقی نمائندگی کی بجائے بیرونی ایجنڈے کے نفاذ کو ترجیح دی ہے تو انہیں عوام نے برداشت نہیں کیا اور وہ انتہائی سخت سکیورٹی کے بغیر عوام میں جا بھی نہیں سکتے۔ چنانچہ پاکستان کی نئی حکومت کے سامنے دونوں راستے موجود ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان کے نئے حکمران درپیش چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے کون سا راستہ اختیار کرتے ہیں، محمد بن سلمان کا یا طیب اردگان کا۔ یہ بات بھی سامنے رہنی چاہیے کہ طیب اردگان کا ترکی غیر ایٹمی ملک ہے جبکہ پاکستان ایٹمی صلاحیت رکھتا ہے۔ لہٰذا پاکستان کا بازو زیادہ زوردار طریقہ سے مروڑا جائے گا۔ دوسری طرف ایٹمی پاکستان میں resist کرنے کی قوت بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا ہمارے نئے حکمرانوں کو نہ صرف طیب اردگان والا راستہ اختیار کرنا چاہیے بلکہ اُس سے بھی آگے بڑھ کر پاکستان میں خالصتاً خلافت راشدہ والا نظام لانے کی طرف پیش قدمی کرنا چاہیے۔اللہ پاکستان کا حامی وناصر ہو اور ہمیں توفیق دے کہ ہم مملکت خداداد پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست بنانے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دیں۔ آمین!

نیکیوں کو ضائع کرنے والی چیزیں

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف حفظہ اللہ کے 27 جولائی 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین: اس سے قبل ایک نشست میں ہم نے اس موضوع پر بحث کی تھی کہ اپنی نیکیوں کی حفاظت کیسے کی جائے؟ آج ان شاء اللہ ہم اس حوالے سے مطالعہ کریں گے کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جو ہمیں نیکیوں سے روکتی ہیں یا پھر اگر کچھ نیکیاں کی بھی ہیں تو انہیں ضائع کر دیتی ہیں۔

1۔شرک:

ان چیزوں میں سے پہلی چیز جس سے ہر شخص کم سے کم نظری طور پر آگاہ ہے وہ شرک ہے۔ جیسے حضرت لقمانؑ پیغمبر نہیں تھے لیکن وہ بھی جانتے تھے کہ شرک کیا ہے لہٰذا اسی لیے انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی:

﴿یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۱۳﴾ (لقمان) ’’اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔‘‘

شرک دو اعتبار سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اس کے مقام سے گرا کر بندوں کی صف میں شامل کر دینا اور دوسرا یہ کہ بندوں میں سے کسی کو اٹھا کر اللہ کی کسی نہ کسی صفت کے حوالے سے اس کے برابر کر دینا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے شرک کے حوالے سے بڑی دوٹوک بات یہ کہہ دی ہے:

’’یقیناً اللہ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ اس سے کم تر جو کچھ ہے وہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس نے تو بہت بڑے گناہ کا افترا کیا۔‘‘ (النساء:48)

شرک کی شناعت کو واضح کرنے کے لیے سورۃ الزمر میں خود محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’اور (اے نبی ﷺ!) آپ کی طرف تو وحی کی جا چکی ہے اور جو (رسول) آپ سے پہلے تھے ان کی طرف بھی (وحی کر دی گئی تھی) کہ اگر آپ بھی (بالفرض) شرک کریں گے تو آپ کے سارے اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے اور آپ بھی نہایت خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔‘‘ (الزمر:65)

آپ ﷺ کا مقام تمام مخلوقات میں سب سے بڑھ کر ہے اور آپ ﷺ تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں۔ لیکن اس کے باوجود شرک کے معاملے میں اگر آپ ﷺ کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے تو پھر کس کے لیے ہوگی؟ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شرک کتنا بڑا جرم ہے۔ عام تصور یہی ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا، کسی بت کے سامنے ماتھا ٹیکنا یا کسی اور کے لیے ایسے مراسم عبودیت اختیار کر لینا جو اللہ کے لیے خاص ہیں تو یہ شرک ہے۔ لیکن شرک کی اور بھی

مرتب: ابو ابراھیم

بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً آج کے دور کا سب سے بڑا شرک مادہ پرستی ہے؟ جس کے مطابق اللہ تعالیٰ کو موثر حقیقی یا فاعل حقیقی سمجھنے کی بجائے کلی یقین مادی اسباب پر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر سفر کے تمام وسائل یعنی گاڑی، کھانا، پانی وغیرہ موجود ہیں تو یقین کر لیا جاتا ہے کہ ضرور اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ حالانکہ تب بھی نہیں پہنچ سکتے اگر اللہ نہ چاہے۔ اس لیے تو دعا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ کہ اللہ مجھے پہنچائے گا۔ لیکن آج ہمارا معاملہ یہ ہے کہ

بُتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

ہمیں اسباب و وسائل اختیار کرنے سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ ان کو بھرپور طریقے سے استعمال میں لایا جائے لیکن نتیجہ کی توقع اسباب و وسائل سے نہیں بلکہ مسبب الاسباب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے رکھی جائے۔

اسی طریقے سے ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر ہمیں کوئی کامیابی ملتی ہے تو اکثر و بیشتر ہم اسے اپنی محنت، کوشش، بروقت فیصلے اور منصوبہ بندی سے منسوب کرتے ہیں۔ جیسے اگر کسی بزنس مین کو اپنے بزنس میں کامیابی ملتی ہے تو وہ اپنی محنت، اپنی مشینری، اپنے ورکروں کی محنت کو اپنی کامیابی کی بنیاد سمجھتا ہے حالانکہ انسان کو جو بھی کامیابی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور اگر وقتی طور پر کوئی آزمائش، کوئی پریشانی آتی بھی ہے تو اس میں بھی انسان اپنی کوتاہیوں کا ضرور جائزہ لے لیکن ساتھ یہ بھی سمجھے کہ:

’’نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے‘‘ (التغابن:11)

اس یقین کا تعلق براہ راست عقیدۂ توحید سے ہے۔ انبیاء نے بھی اسی کی وصیت اپنی اولادوں کو کی کہ توحید کی حفاظت زندگی کے آخری سانس تک کرو:

’’اور اسی کی وصیت کی تھی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی۔ اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے۔ پس تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان!‘‘ (البقرہ:132)

لہٰذا نیکیوں کی حفاظت کے حوالے سے پہلی بات یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ آج کے دور کے شرک یعنی مادہ پرستی اور اس کے علاوہ بھی شرک کے جتنے شیڈز ہیں ان سب سے بچنے کی کوشش کرے۔ ورنہ اس کی نیکیاں ضائع ہو جانے والی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس حوالے سے انسان شعوری طور پر اللہ سے معافی بھی طلب کرتا رہے۔

2۔ریاکاری:

نیکیوں کو ضائع کرنے والی دوسری چیز ریاکاری

ہے۔اس لیے کہ عمل کی قبولیت کی شرائط میں سے اخلاص اور حسن نیت بہت اہم ہیں۔نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے:

’’اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے‘‘

اگر نیت میں کھوٹ ہو یعنی اللہ کی رضا کی بجائے کوئی دنیوی فائدہ مقصود ہو، یا محض لوگوں کو دکھانا، نمود و نمائش مقصود ہو تو ایسی نیکیاں اللہ کے ہاں بے اعتبار اور بے وقعت ہوتی ہیں۔ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک کرنے والے کے شرک سے بے پرواہوں۔یعنی اللہ کے لیے جو بھی کام کیا جائے اس میں اگر کسی اور کی خوشنودی یا دکھلاوا مقصود ہو تو اللہ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے ریاکاری کو شرک اصغر کہا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا‘‘

اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ اس موذی مرض میں مبتلا ہو جائیں گے۔ لہٰذا نیکیوں کی حفاظت کے لیے یہ بھی ہر دم ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر اخلاص پیدا کریں، ریا اور نمود و نمائش سے بچیں اور سورۃ الدھر کی ان آیات کے مطابق اپنا شیوا اختیار کیا جائے:

’’اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین کو، یتیم کو اور قیدی کو۔(اور کہتے ہیں کہ) ہم تو آپ کو یہ کھانا کھلا رہے ہیں صرف اللہ (کی رضا) کے لیے ہم آپ سے نہ تو کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکریہ۔‘‘

لہٰذا اعمال کی قبولیت کے لیے حسن نیت کا ہونا ضروری ہے۔اس میں کسی قسم کی ریاکاری اور دکھاوا نہ ہو۔اسی لیے تو نفلی صدقات کے بارے میں کہا گیا کہ ایک ہاتھ سے دو تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو تاکہ ریاکاری اور دکھاوے کا کوئی امکان ہی پیدا نہ ہو۔

3۔تنہائی میں گناہوں کا ارتکاب:

انسان جب تنہائی میں ہوتا ہے تو شیطان کے حملوں کا آسانی سے شکار ہو جاتا ہے۔بہت سارے لوگ پبلک میں تو اچھے خاصے متقی اور نیک انسان کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔لیکن ان کی خلوتیں گناہوں کے ارتکاب سے آلودہ ہوتی ہیں۔نیکیوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ جلوت کے ساتھ خلوت میں بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا جائے۔ابن ماجہ کی ایک صحیح حدیث میں حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو فضا میں اڑتے ہوئے ذرے کے برابر بنا دے گا۔ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے اور کھول کر بیان فرمائیے تاکہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہم ان میں سے نہ ہو جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جان لو کہ وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہی ہیں۔یعنی امت مسلمہ میں سے ہوں گے۔وہ بھی راتوں کو اسی طرح عبادت کریں گے جیسے تم عبادت کرتے ہو لیکن وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ جب تنہائی میں ہوں گے تو حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے۔ان کے جلوت اور خلوت میں تضاد ہوگا۔‘‘

آج کل یہ فتنہ ہمارے لیے زیادہ بڑھ گیا ہے۔آج سمارٹ فون ہر ایک کے پاس ہے۔ویسے ہر چیز بری نہیں ہوتی لیکن اس کا استعمال اس کو اچھا یا برا بناتا ہے۔اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ایک اللہ والے نے ایک مثال یہ بتائی ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کا بھی امتحان تھا۔حج اور عمرے کے دوران (احرام کی حالت میں) شکار ممنوع ہوتا ہے۔آج کے دور میں ہمیں شکار کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ ہمیں وہاں کھانا وافر ملتا ہے۔لیکن اس وقت کھانے کے لیے جانوروں کا شکار کرنا پڑتا تھا۔اس وقت اللہ نے ان کا امتحان اس طرح لیا کہ شکار ان کے اتنے قریب ہوتا تھا کہ اگر وہ اسلحہ کے بغیر ہی پکڑنا چاہیں تو پکڑ سکتے تھے۔یعنی جس کام سے منع کیا گیا ہے وہ اتنا پہنچ میں ہو کہ انسان اس کو بغیر کسی تردد کے کرسکے۔یہ اصل

پریس ریلیز 3 اگست 2018ء

امریکہ کا پاکستان کو IMF سے پیکج نہ لینے دینے کا اعلان ملک کے لیے نعمت ثابت ہوگا

آج جو ہم بدترین معاشی بحران کا سامنا کر رہے ہیں وہ ماضی کی حکومتوں کی قرضہ لینے والی پالیسی کا نتیجہ ہے

حافظ عاکف سعید

امریکہ کا پاکستان کو IMF سے پیکج نہ لینے دینے کا اعلان ملک کے لیے نعمت ثابت ہوگا۔یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں اپنے خطاب جمعہ میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ آج جو ہم بدترین معاشی بحران کا سامنا کر رہے ہیں وہ ماضی کی حکومتوں کی قرضہ لینے والی پالیسی کا نتیجہ ہے۔ہماری دعا ہے کہ ہم قرض اور خاص طور پر سودی قرض کی لعنت سے بچے رہیں۔انہوں نے کہا کہ ہمیں توقع ہے کہ پاکستان کی نئی حکومت IMF کے پاس جانے سے گریز کرے گی۔انہوں نے کہا کہ فرد ہو یا ریاست مقروض کو اپنے نظریات سے بھی دستبردار ہونا پڑتا ہے۔انہوں نے عمران خان کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو محض فلاحی نہیں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس یہ گنجائش ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ ہم اسلام کی بعض چیزوں کو چھوڑ دیں اور بعض کو لے لیں۔قرآن پاک میں ایسے لوگوں کے لیے سخت ترین عذاب کی وعید ہے جو کچھ پر ایمان رکھتے ہیں اور کچھ پر نہیں رکھتے۔انہوں نے کہا کہ عمران خان ریاست مدینہ کی بات تو کرتے ہیں لیکن اسلام کے معاشرتی نظام کے حوالے سے سنجیدہ اور فکر مند نہیں ہیں۔حالانکہ قرآن پاک نے انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں میں سب سے زیادہ زور معاشرتی اور سماجی نظام پر دیا ہے۔اگر آپ پاکستان کو scandinavian ممالک جیسی فلاحی ریاست بنانا چاہتے ہیں تو پھر وہاں جیسی بے حیائی، فحاشی اور عریانی بھی ساتھ آئے گی۔لہٰذا ہمیں اسلام کے پورے نظام عدل اجتماعی کو اپنانا ہوگا۔اس نظام میں کوئی کتر بیونت قابل قبول نہیں ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

امتحان ہے۔ آج یہ سمارٹ فون بھی ایسا ہی ایک امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یعنی نامحرم عورتوں کے سامنے نظریں نیچی رکھیں، ان کی آواز سے لطف نہ اُٹھائیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے جذبات کسی قسم کی بے حیائی اور فحش کی طرف منعطف نہ ہوں۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے فحش تصاویر دیکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ گندے رسائل ہوتے تھے جو ہر آدمی کی پہنچ میں نہیں ہوتے تھے۔ اسی طرح ٹی وی لاؤنج میں ہوتا تھا جہاں آپ فحش چیزیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ مگر آج تو فلم، ٹی وی، انٹرنیٹ پر یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جیسے صحابہ کرامؓ کے دور میں ان کے لیے شکار کو آسان بنا کر فرمایا:

﴿ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ ﴾ (المائدہ:94)

”تا کہ اللہ دیکھ لے اُن لوگوں کو جو غیب میں ہوتے ہوئے بھی اُس سے ڈرتے رہتے ہیں۔“

لہٰذا تنہائی میں بھی اپنے رب کا خوف طاری رہنا چاہیے اس لیے کہ ایک دن آئے گا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمام جسمانی اعضاء کو بھی زبان عطا کرے گا اور وہ آپ کے خلاف گواہی دیں گے۔ سورہ یٰسین میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ﴾

(یٰسین) ”آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کمائی کے بارے میں جو وہ کرتے رہے تھے۔“

یہی ہاتھ، پیر، آنکھیں اور تمام اعضاء بتائیں گے کہ اس نے فلاں فلاں وقت میں کون کون سے گناہ کیے تھے۔ اس کے باوجود کہ اس کے سامنے تیرے سارے احکام تھے، یہ تیرے سامنے کھڑے ہو کر یہ بھی کہتا تھا کہ

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ (فاتحہ) ”ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔“

اور یہ پوری دعائے قنوت پڑھ لیتا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ اے اللہ! میں تیری نافرمانی والے سارے کاموں سے اپنے آپ کو علیحدہ کرتا ہوں۔ لیکن جب یہ تنہائی میں ہوتا تھا تو پھر یہ کرتا تھا۔ آج کل آپ ٹی وی پر اچھی چیز بھی دیکھ رہے ہوں تو اشتہار ایسے ہوتے ہیں جن کو دیکھنے سے گناہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا خلوت میں گناہ سے بچنا چاہیے۔ ایک اللہ والے کا کہنا ہے کہ اگر انسان کمرے میں تنہا گناہ کر رہا ہو اور ہوا سے دروازہ ہل جائے اور وہ ڈر جائے تو یہ ڈرنا اس گناہ سے بھی بڑا ہے کیونکہ اسے کسی کا خوف تو ہوتا ہے لیکن اللہ کا ڈر نہیں تھا حالانکہ وہ تو ہر جگہ دیکھ رہا ہے:

﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ ﴾ (الحدید) ”اور تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔“

اللہ سے نہیں ڈرتا بلکہ مخلوق سے ڈر رہا ہے تو یہ شرک خفی کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

﴿ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ ﴾ (قٓ) ”اور ہم تو اُس سے اُس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“

لہٰذا اصل خوف اور اندیشہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ہونا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ آپؓ اپنی خلافت کے دور میں رات کو گلیوں میں گشت کرتے تھے۔ ایک گھر کے باہر کھڑے تھے کہ اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ ماں بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ آج بکریوں نے دودھ کم دیا ہے ہمارا گزارہ نہیں ہوگا۔ تم ایسا کرو کہ دودھ میں پانی ملا دو تو بیٹی نے کہا کہ خلیفہ نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے۔ ماں نے کہا کہ خلیفہ کو ہمارے حال کا کیا پتا ہے اور وہ اس وقت کہاں دیکھ رہا ہے۔ اس پر بیٹی نے کہا کہ اگر خلیفہ نہیں دیکھ رہا تو اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ اصل چیز یہ ہے جو انسان کو جلوت اور خلوت دونوں میں برائی سے روک کر رکھے۔ اللہ کے سارے اذکار اسی لیے تو ہیں۔ ذکر اللہ سے مراد ہے کہ استحضار اللہ فی القلب۔ تا کہ دل میں اللہ کا خوف موجود رہے۔ اگر یہ کیفیت نہیں پیدا ہو رہی تو پھر ذکر کا اصل مقصد پورا نہیں ہو رہا۔ لہٰذا تنہائی کے گناہوں سے بچنے کے لیے انسان مراقبہ کرے یعنی اللہ کا دھیان ہر وقت ذہن میں رکھے۔

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مراقبہ یعنی اللہ کے دھیان سے بڑھ کر کوئی اور وعظ ونصیحت انسان کے لیے موثر اور کارگر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس سے بڑی ڈرانے والی چیز زمین پر نہیں ہے۔ مراقبہ کیا ہے؟ اس بات کا احساس کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ پس جس نے اس مراقبے کی دیوار کو ڈھا دیا تو اس نے بڑی جسارت کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ جسارت دکھلانے والوں کے لیے بہت خطرناک ہوتا ہے۔ کسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ ظاہر میں اللہ کے دوست اور باطن میں اللہ کے دشمن مت بنو۔ ظاہر میں ہم سارے کام وہ اختیار کریں گے جس میں ہم کہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں لیکن باطن میں اگر بغاوت اختیار کی جائے تو اللہ تو دیکھ رہا ہے:

﴿ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ ﴾ (المومن) ”وہ جانتا ہے نگاہوں کی چوری کو بھی اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے اس کو بھی۔“

اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں حرام کاموں تک رسائی پہلے کی نسبت بہت زیادہ آسان ہو گئی ہے تو وہیں ہمیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اس زمانے میں حرام کو چھوڑنے سے جتنا قربِ الٰہی حاصل ہوگا وہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ نوافل، ذکر واذکار کا اصل حاصل یہ ہونا چاہیے کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور یہ چیز انسان کو برائیوں سے روکنے کا باعث بنے۔ اس کے لیے اگر قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھا جائے تو قرآن کا ہر صفحہ یہ بتاتا ہے کہ وہ تو علیم بذات الصدور ہے اور وہ ظاہر اور باطن ہر چیز کا جاننے والا ہے تو جب انسان اس سوچ کے ساتھ پڑھے گا تو اس سے اس کے یقین میں اضافہ ہوگا۔ جبکہ اس کے برعکس تنہائی کے گناہ انسان کے قدموں کو ڈگمگا دیتے ہیں اور اس کی ثابت قدمی کو، نیکیوں پر کاربند رہنے کے جذبے کو ختم کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کیفیت میں جو سیاہ دھبے دل پر پڑتے ہیں وہ اس وقت تک دور نہیں ہوں گے جب تک بندہ سچے دل سے توبہ نہ کر لے۔ اس سے پہلے نہ نمازوں میں نورانیت رہے گی اور نہ نیکی کی طرف دل مائل ہوگا۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ خلوت کے گناہ انسان کو راہِ حق سے متزلزل کر دیتے ہیں اور اس کے قدم ڈگمگا دیتے ہیں۔ اس لیے اگر تم زندگی کے آخری سانس تک ایمان پر جمے رہنا چاہتے ہو تو خلوت میں اللہ کے دھیان کو لازم پکڑ لو۔ بندہ اپنی خلوت کو جتنی پاکیزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ قبر کی تنہائی میں اس کو اسی قدر شاد اور آباد رکھے گا۔ اسی لیے قرآن مجید کے ختم کی دعا میں پہلی بات یہی ہے کہ:

((اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ)) ”اے اللہ! میری قبر کے اندر مجھے جو وحشت ہوگی اسے میرے لیے مانوس کر دے!“

اگر دنیا میں رہتے ہوئے تنہائی میں اللہ کی نافرمانی سے بچا جائے گا اور اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کے نتیجے میں ان شاء اللہ وہ انسیت پیدا ہوگی۔ یہ موبائل فون ہمارے لیے ایک بینک لاکر کی طرح ہے۔ آپ چاہیں تو اس میں نیکیاں جمع کریں یا چاہے گناہ جمع کریں۔ یہ انسان کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے خصوصی احتیاط کرنی چاہیے۔ ایسے دوستوں کو بلاک

کر دیجیے جن کی طرف سے گندی چیزیں آتی ہیں۔ایسی چیزوں سے بچیں گے تو یہ چیز آپ کے لیے خیر کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔

4۔قلب کی خرابیاں:

انسانی جسم کا سب سے قیمتی حصہ قلب ہے۔دل کی اصلاح کے بغیر سیرت وکردار کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔ اس لیے نیکیوں کی حفاظت کے لیے دل کو بھی ہر قسم کی رذالت اور گندگی سے پاک کرنا ضروری ہے۔ہمارے ہاں دل کے یہ امراض یعنی بغض، کینہ، حسد وغیرہ ہماری نیکیوں کے لیے زہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان سے دل کو پاک کرنا اشد ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک انصاری صحابیؓ کے بارے میں مسلسل تین دن اپنی مجلس میں کہا کہ ابھی جو صاحب اندر آئیں گے وہ جنتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما نے جب ان کو دیکھا تو وہ ان کے ساتھ ان کے مہمان بن کر ان کے گھر میں تین دن تک رہے تاکہ معلوم کر سکیں کہ وہ صحابی کون سا عمل کر رہے ہیں۔لیکن ان کو مشاہدے کے بعد کوئی نیا عمل نہیں ملا۔آخر انہوں نے ان سے پوچھ لیا کہ آپ کا کون سا ایسا عمل ہے جس کی بناء پر آپ ﷺ نے آپ کو جنتی کہا ہے؟ ان انصاری صحابیؓ نے فرمایا: میرے اندر وہی سب چیزیں ہیں جو آپ نے دیکھی ہیں البتہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے لیے بغض اور حسد کے جذبات نہیں رکھتا۔اس پر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ یہی وہ صفت ہے جس نے آپ کو اس بلند مقام پر فائز کیا ہے اور جس کی طاقت ہم نہیں رکھتے۔

صحابہ کرامؓ روئے زمین پر انبیاء کے بعد افضل ترین لوگ تھے لیکن اس کے باوجود وہ قلب کی صفائی کے حوالے سے اتنے فکر مند تھے۔لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے اندر کدورتیں، بغض اور حسد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور اس کے باوجود ہم اپنی نیکیوں پر نازاں ہیں۔ حالانکہ نیکیوں کی حفاظت کے لیے اپنے دل کو منفی جذبات سے پاک رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔

6۔حقوق العباد میں کوتاہی:

یہ چیز بھی انسان کی نیکیوں کو ضائع کر دینے والی ہے۔حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا بھی بندے کے لیے بے حد ضروری ہے۔عام طور پر لوگ اس میں افراط وتفریط کا شکار ہیں۔کچھ لوگ حقوق اللہ کے سلسلے میں تو حساس ہیں لیکن حقوق العباد کے معاملے میں لاپرواہ ہیں۔لیکن نجات کا راستہ یہ ہے کہ دونوں کو سرانجام دیا جائے۔سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع میں فرمایا:

”اور فیصلہ کر دیا ہے آپؐ کے رب نے کہ مت عبادت کرو کسی کی سوائے اُس کے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔“(بنی اسرائیل:23)

حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں سے کسی کے حوالے سے کوتاہی انسان کے لیے ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ”ہم میں مفلس وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور مال ومتاع نہ ہو۔“ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو روزِ قیامت نماز، روزے زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس کے ساتھ یہ برائیاں بھی ہوں گی کہ فلاں کو گالی دی ہے، فلاں پر تہمت لگائی ہے، فلاں کا مال کھایا ہے، فلاں کا خون بہایا ہے اور فلاں کو مارا پیٹا ہے، پس اس کی بعض نیکیاں فلاں کو اور بعض نیکیاں فلاں کو دے دی جائیں گی، اب اگر اس کی سب نیکیاں ختم ہو گئیں اور ادائیگی باقی رہی تو پھر ان سب کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا۔“

آخرت کے لیے سب سے بڑی کرنسی نیکی ہے وہاں ڈالر، ریال، یورو وغیرہ کام نہیں آئیں گے۔اسی لیے سورۃ الکھف میں فرمایا کہ:

”آپؐ کہیے: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟“(آیت:103)

اللہ کے نزدیک اصل خسارہ اعمال کا خسارہ ہے۔ چنانچہ حقوق العباد کا معاملہ بہت نازک ہے۔ہمارے ہاں جو لوگ حقوق اللہ کے معاملے میں بہت حساس ہوتے ہیں وہ حقوق العباد کے معاملے میں کمزور ہوتے ہیں کہ اپنے رشتہ داروں سے سال ہا سال ناراضگیاں پالی ہوتی ہیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی کہتے ہیں کہ ان کی طرف رخ نہیں کرنا۔یہ ساری غلط چیزیں ہم نے پال رکھی ہیں۔ان کو ختم کرنا ہوگا۔توبہ کی شرائط میں ایک یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کا حق مارا ہے ان کا حق واپس لوٹایا جائے۔اگر اس کا حق واپس لوٹا نہیں سکتے تو اس سے معاف کروایا جائے۔تب توبہ قبول ہوگی۔اگر بندہ معاف نہیں کرے گا تو پھر اللہ بھی معاف نہیں کرے اور یہ سب سے مشکل کام ہے۔اس لیے کہ انسان کو اللہ کے سامنے تنہائی میں آنسوؤں بہانے میں کوئی شرمندگی نہیں ہے لیکن کسی اپنے جیسے انسان کے جا کر پاؤں پکڑنا، اس سے معافی مانگنا مشکل لگتا ہے۔لیکن اگر ہم چاہتے ہیں کہ کل اللہ کے ہاں ہماری نیکیاں ضائع نہ ہوں تو پھر ہمیں یہ کرنا پڑے گا۔چاہے وہ آدمی جس طرح بھی مانتا ہے اسے منوانا ضروری ہے۔چاہے جتنے پیسے مانگتا ہے دے دیں کیونکہ آخرت میں نیکیوں کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

7۔نیکیوں کی قبولیت کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتے رہنا:

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان کوئی نیک کام کرتا ہے تو شیطان اس کو اس دھوکے میں ڈال دیتا ہے کہ میں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔نیکیوں پر اترانا اور اپنی نیکیوں کو بڑا خیال کرنا یہ بھی شیطان کا ایک بہت ہی کامیاب حربہ ہے جس کے شکار لوگ آسانی سے ہو جاتے ہیں۔نیکیوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ نیکی کرنے کے بعد انسان اپنا احتساب کرتا رہے، اپنے عمل کی قبولیت کے لیے اپنے اللہ سے دعا کرتا رہے اور اللہ سے ڈرتا رہے۔ جیسا کہ سورۃ الفرقان میں عبادالرحمٰن کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ایک طرف یہ بتایا گیا کہ:

”اور وہ لوگ راتیں بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام کرتے ہوئے۔“(آیت:64)

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے حضور گڑگڑاتے رہتے ہیں۔

”اور (اس کے باوجود) وہ لوگ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! عذابِ جہنم کو ہم سے پھیر دے، یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والی شے ہے۔“(آیت:65)

یعنی انہیں اس بات کا غرہ نہیں ہے کہ ہم نے رات اللہ کے لیے بسر کی ہے لہٰذا جنت ہمارے لیے ریزرو ہو گئی ہے۔جس طرح ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر نو فرما رہے تھے تو ساتھ ساتھ اللہ سے یہ دعا کر رہے تھے کہ

”اور یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہمارے گھر کی بنیادوں کو اٹھا رہے تھے۔(اور دعا کر رہے تھے) اے ہمارے ربّ! ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے۔یقیناً تو سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔“(البقرہ:127)

اس لیے کہ اگر اللہ قبول نہ کرے تو پھر بڑی سے بڑی نیکی زیرو سے ضرب کھا کر زیرو ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو نیکیوں کی توفیق دے اور قبول بھی فرمائے اور نیکیوں کو ضائع کرنے والے اعمال سے ہمیں بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

محکماتِ عالمِ قرآنی 2 خلافتِ آدم X1

3 **کوکبِ بے شرق و غرب و بے غروب ۔۔۔ در مدارش نے شمال و نے جنوب**

عشق کے آثار کا (مرکز محور انسان ہے اور کائنات میں دوسرے ستاروں کے برعکس) اس ستارے کی حرکت (سرگرمیاں) بے شرق و غرب اور طلوع و غروب سے مبرّا ہیں اس کا مدار (دائرۂ کار) شمال و جنوب جیسی حدود کی تنگی سے آزاد اور وسیع ہے

4 **حرفِ اِنِّیْ جَاعِلٌ تقدیرِ او ۔۔۔ از زمیں تا آسماں تفسیرِ او**

انسانوں کا دائرہ کار اور اس کی سرگرمیوں کا میدان (قرآن مجید کے) الفاظ اِنی جاعل ٭ سے عیاں ہیں اور کل روئے زمین سے آسمان تک پوری کائنات اس انسان کی جولاں گاہ یا بساط ہے

5 **مرگ و قبر و حشر و نشر احوالِ اوست ۔۔۔ نور و نار آں جہاں اعمالِ اوست**

(انسان دنیا میں آیا ہے اور اس کے افراد نسل در نسل دنیا میں آتے ہیں اور موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں مگر یہ) موت اور قبر (کا بنایا جانا) قیامت میں دوبارہ زندگی عطا ہونا اور حساب کتاب اس کی طویل زندگی کے احوال یعنی ہیئتیں ہیں اور آخرت کی زندگی میں جنت و دوزخ اس کے اعمال کی ہی تجسیم اور مجسّم شکل ہے

6 **او امام و او صلوٰت و او حرم ۔۔۔ او مداد و او کتاب و او قلم!**

(اس کائنات کے مظاہر اور روئے زمین پر جاری سرگرمیوں میں) وہی امام ہے وہی صلوٰۃ ہے اور وہی حرم ہے اور وہی سیاہی وہی کتاب اور وہی قلم ہے

3۔ ابن آدم۔۔۔ ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں سے بھری اس کائنات میں ایک منفرد قسم کا 'ستارہ' ہے جو جغرافیائی سمتوں سے بہت بلند ہے اور اس کے جہانِ کار میں (طلوع اور) غروب نہیں ہے۔ انسان کی حقیقت وہ 'روحِ ربانی' ہے جسے علامہ اقبال کہیں خودی کہتے ہیں، کہیں 'نقطۂ نوری' کہتے ہیں

ع نقطۂ نوری کہ نامِ اُو خودی است

اور کہیں فرماتے ہیں:۔

اس پیکر خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی

گویا انسان کا دائرۂ کار جنوب وشمال سے بہت بلند ہے۔

4۔ انسان کا وجود کائنات میں منفرد، یکتا اور 'احسن تقویم' تخلیق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور بندگی کے لیے پیدا فرمایا مگر اس خِلعت عبودیت کے بعد ایک دوسرا اعزازی جامہ 'خلافت' کا جامہ ہے جو از فرش تا عرش پھیلی ہوئی تخلیق میں کسی اور مخلوق کو راست آ ہی نہیں آسکتا اور وہ ہے رُوئے ارضی پر انسانوں کے درمیان حد درجہ توازن کا اہتمام کرنا۔ اس لیے کہ ابلیس لعین سجدہ سے انکار پر (اور اس کے ذُرّیت صلبی ومعنوی) اس کائنات میں فطری توازن میں بگاڑ پیدا کر رہا ہے۔ ابلیسی عزائم بھانپ کر ان کو بے اثر کرنا اور اس کائناتی توازن (سورۂ رحمٰن 09) کو بحال رکھنا (معاشی، سیاسی، سماجی اور انسانی سطح پر) یہی خلافت ارضی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اپنا محکم فیصلہ تھا کہ فرشتوں کے دبے الفاظ میں خلافت کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے عملی طور پر اس پر نکیر فرمائی۔ پیر مہر علی شاہ تذکرۂ آدم وابلیس میں فرشتوں کے ذکر میں فرماتے ہیں

از کمالت گر ملک آگاہ بدے
کے 'اَتَجعَل' گفتہ خود رسوا شدے

5۔ انسان دنیا میں آتا ہے اس پر کئی مراحل آتے ہیں حتیٰ کہ موت کے گھاٹ اُتر جاتا ہے۔ قبر کا مرحلہ آتا ہے اس کے بعد آسمانی تعلیم کے مطابق قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا اور اس کے دنیا میں خداشناسی، انسان دوستی، اخلاق دوستی اور علم دوستی کی بنیاد پر ایک دائمی زندگی کے فیصلے ہوں گے۔ یہ دائمی زندگی نور اور راحت ہوگی یا نار اور عذاب ہوگا۔ یہ سب احوال آج انسان کے رویّوں سے مرتب ہو کر کہکشاؤں میں ریکارڈ ہو کر منتقل ہو رہے ہیں اور IN ROUTINE آنے والے مراحل میں آشکار ہو جائیں گے۔

6۔ انسانی زندگی میں بظاہر وہ نماز پڑھ رہا ہے، امام ہے، حکمران ہے۔ مگر امام کی حیثیت میں بھی وہ ایک انسان ہے اور مقتدی کی حیثیت میں بھی انسان ہے اور حرم کے معمار حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی انسان تھے اور ان کے بعد دلکش رویّوں، حسین اخلاق کی یاد کعبہ، سعی، قربانی وطواف ہے۔ آسمانوں میں اسی انسان کی ارجمندی کے نشان ہیں کہ اسی انسان کے اعمال کا ریکارڈ ہے جو لوح محفوظ ہے کوئی قلم ان اعمال کو وہاں لکھ رہا ہے اور کوئی سیاہی استعمال ہو رہی ہے۔ یہ سب اس انسان کے جذبہ حصولِ معرفت الٰہی کا ہی فیض ہے۔

٭ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃ (30:02)
''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں''

موجودہ حالات میں وزارت عظمیٰ کانٹوں کی مالا ثابت ہوگی، جس کے گلے میں پڑے گی وہ بدقسمت ترین انسان ہوگا کیونکہ پاکستان معاشی لحاظ سے تباہی کے کنارے کھڑا ہے: ایوب بیگ مرزا

اگر تمام دینی جماعتیں متحد بھی ہو جائیں تب بھی وہ اس الیکٹورل سسٹم میں تبدیلی نہیں لاسکتیں۔ چند سیٹیں لینے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جب تک آپ اس سسٹم کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے کوئی تحریک نہیں چلاتے: رضاء الحق

الیکشن 2018ء: توقعات اور خدشات کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: الیکشن 2018ء پر پی ٹی آئی کے سوا باقی تمام جماعتوں نے انگلی اٹھائی ہے اور اس کو متنازع بنایا جارہا ہے۔ اس الیکشن کو کیوں متنازع بنایا جارہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں 1970ء سے قومی سطح کے انتخابات ہورہے ہیں اور موجودہ الیکشن سمیت اب تک تقریباً 11 الیکشن ہوچکے ہیں۔ ان گیارہ میں سے کسی ایک الیکشن کے بارے میں بھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ غیر متنازع تھا۔ بعض لوگوں کو بہت غلط فہمی ہے کہ 70ء کے انتخابات صاف اور شفاف تھے۔ حالانکہ وہ بھی مکمل طور پر صاف اور شفاف نہیں تھے البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں اس الیکشن میں دوسرے الیکشنوں کے مقابلے میں بے ضابطگیاں کم ہوئی ہیں۔ لہٰذا یہاں پر کوئی الیکشن بھی ایسا نہیں ہے جس پر دھاندلی کا الزام نہ لگا ہو۔ 2013ء میں تقریباً 22 جماعتوں نے مشترکہ طور پر کہا تھا کہ اس الیکشن میں دھاندلی ہوئی اور پی ٹی آئی نے اس میں بہت زیادہ شوروغوغا مچایا تھا جو اسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں ہارنے والے ہمیشہ شور مچاتے ہیں۔ البتہ کچھ لوگ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے ہار کو کھلے عام تسلیم کیا ہے۔ مثال کے طور پر اصغر خان جب ہارے تھے تو انہوں نے جیتنے والے کو ان کے گھر پر جا کر مبارکباد دی تھی۔ اسی طرح کے پی کے میں بلور فیملی نے بھی اپنی ہار کو تسلیم کیا۔ حالیہ الیکشن میں غلام احمد بلور نے ہارنے کے باوجود یہ بیان دیا کہ کے پی کے میں عمران کی شخصیت نے صورت حال بدل دی ہے۔

سوال: ہارنے والے تو شور مچاتے ہیں۔ لیکن فارم 45 کا نہ ملنا، پولنگ ایجنٹس کے بغیر گنتی اور نتائج میں تاخیر کیا متنازع چیزیں نہیں ہیں؟

رضاء الحق: آپ کی بات درست ہے۔ کمپیوٹرائز سسٹم (RTS) پاکستان میں پہلی دفعہ شروع ہوا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک ایسا سسٹم ہے جس کے تحت تمام پولنگ سٹیشنز سے فارم 45 کی موبائل فون کے ذریعے تصویر لے کر ایک ایپ کے ذریعے الیکشن کمیشن اور دیگر جگہوں پر بھیجی جاتی ہے۔ الیکشن کمیشن ان نتائج کو ٹیبولیٹ کرتا ہے۔ یہ رزلٹ management کا طریقہ ہے۔ الیکشن کمیشن نے یہ پرابلم بتائی کہ بہت سارے علاقوں میں بینڈ وڈتھ اتنی نہیں تھیں جس کی وجہ سے سسٹم چوک ہوگیا اور نتائج نہیں پہنچ سکے۔

سوال: مخالفین کا موقف ہے کہ یہ سسٹم کریش نہیں ہوا بلکہ عمران خان کے حق میں کریش کروایا گیا ہے، آپ کے نزدیک اصل حقیقت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: الیکشن کمیشن کا موقف ہے کہ سسٹم کریش ہوگیا تھا۔ ہم یہی کہیں گے کہ ایسا ہوسکتا ہے۔ جبکہ مخالفین کا موقف ہے کہ سسٹم اس لیے کریش کروایا گیا تاکہ عمران خان کو دھاندلی کے ذریعے کامیاب کروایا جائے۔ عمران خان کے حامیوں کا موقف یہ ہے کہ اس سسٹم کے کریش ہونے سے پہلے عمران خان لیڈ حاصل کر چکے تھے لہٰذا انہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اس کا الزام مخالفین پر لگاتے ہیں کہ جب انہوں نے دیکھا کہ عمران خان الیکشن جیت رہے ہیں تو سسٹم کریش کروا دیا تاکہ الیکشن کو متنازع بنا دیا جائے۔ ان کے مطابق آئی ٹی سسٹم کا سربراہ ن لیگ والوں نے لگایا ہے اور نادرا کے بھی وہی لوگ اس میں شامل ہیں جن کو پچھلی حکومت نے بھرتی کیا تھا۔ جہاں تک فارم 45 کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں الیکشن کمیشن نے واضح کر دیا ہے کہ کوئی ایک مثال ہمارے سامنے لائیں ہم اس کی تحقیق کریں گے۔ لیکن ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔

سوال: الیکشن کے فوری بعد مولانا فضل الرحمان نے کل جماعتی کانفرنس بلانے کا اعلان کیا اور اس کانفرنس میں پی ٹی آئی کے علاوہ تمام جماعتوں نے شرکت کی اور نہ صرف الیکشن کے نتائج کو مسترد کیا بلکہ دوبارہ الیکشن کروانے کا مطالبہ بھی کیا۔ کیا ان کا موقف درست تھا؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارے ہاں جب بھی الیکشن ہوتے ہیں تو اس کے بعد اس طرح کا اجتماع ہوتا ہے۔ 2013ء کے الیکشن کے بعد بھی تمام جماعتوں نے متفقہ طور پر کہا تھا کہ دھاندلی ہوئی ہے۔ اب مولانا فضل الرحمان نے اے پی سی بلائی ہے تو اس میں مرکزی کردار ن لیگ کا ہے۔ اس میں پاکستان پیپلز پارٹی نے شرکت نہیں کی پھر یہ کہ جتنی زبردست کامیابی پیپلز پارٹی کو سندھ میں حاصل ہوئی ہے اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ زرداری صاحب مولانا فضل الرحمٰن کا زیادہ ساتھ نہیں دیں گے۔ لہٰذا اے پی سی کا معاملہ نشستند گفتند برخاستند والا ہوگا۔ جہاں تک دھرنوں کی بات ہے تو ن لیگ ایسا کر ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اس نے آج تک صرف اپنی حکومت میں مظاہرے کیے ہیں۔ مخالف مظاہرے بہت کم کیے ہیں۔ پیپلز پارٹی اگر

ساتھ دے تو وہ پریشر بڑھا سکتے ہیں لیکن زرداری ان کے ساتھ شاید بیٹھ تو جائیں لیکن عملاً ان کا ساتھ نہیں دیں گے کیونکہ انہیں پورا سندھ ملا ہوا ہے وہ اس کو ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔

سوال: کیا یہ اے پی سی اینٹی اسٹیبلشمنٹ کوئی کردار ادا کر سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس سے پہلے میثاق جمہوریت کیا تھا؟ وہ بھی ایک اینٹی اسٹیبلشمنٹ دستاویز تھی لیکن دونوں نے مل کر اس کو پھاڑ دیا۔ ہمارے ہاں 1975ء میں بھٹو نے آئی ایس آئی کا سیاسی ونگ قائم کیا اور اس نے 77ء میں بھٹو کی مدد کی لیکن اس کے بعد دیکھ لیجیے ہر الیکشن میں ان کا رول ہوتا ہے۔ حالیہ انتخابات میں ان کا رول اینٹی نواز شریف تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اینٹی اسٹیبلشمنٹ کا رول اتنا پرو عمران نہیں ہے وہ خود بخود پرو عمران بن جاتا ہے لیکن یہ اینٹی نواز شریف تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ 1985ء کے بعد ہر الیکشن میں اسٹیبلشمنٹ کا رول رہا ہے۔ 1997ء کے الیکشن میں تو اسٹیبلشمنٹ نے معجزہ کیا تھا۔

رضاء الحق: دنیا میں الیکشن کے اندر وہاں کی اسٹیبلشمنٹ کسی نہ کسی انداز میں اثر انداز ہوتی ہے۔ ہم آرمی کو اسٹیبلشمنٹ کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں۔ اس کا زیادہ فائدہ انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ لے گی۔ کیونکہ وہ ہماری آرمی کو مضبوط نہیں دیکھنا چاہتے۔ کیونکہ الیکشن سے پہلے غیر ملکی لوگوں نے یہاں سے مضمون لکھ کر واشنگٹن پوسٹ اور نیویارک ٹائمز میں چھپوائے اور ان میں یہاں تک لکھ دیا کہ بہت گندے الیکشن ہونے جا رہے ہیں جس میں آرمی ملوث ہونے والی ہے۔ اسی طرح انڈیا کے اندر اس بات پہ بہت ٹینشن پروان چڑھ رہی تھی کہ کہیں آرمی کو ان الیکشن میں فائدہ نہ ہو جائے۔

ایوب بیگ مرزا: ایک بات تو واضح ہے کہ انٹرنیشنل میڈیا و اسٹیبلشمنٹ دونوں کی خواہش تھی کہ یہ انتخابات متنازع ہوں یا ان کو متنازع بنا دیا جائے۔ یعنی انہوں نے ہماری اسٹیبلشمنٹ کو چت کرنے کی کوشش ہے اور ہماری اسٹیبلشمنٹ ان کے سامنے کھڑی رہی ہے۔

سوال: سندھ میں پیپلز پارٹی کامیاب ہوئی ہے۔ کیا وہ اپنی کارکردگی کی بنیاد پر کامیاب ہوئی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یقیناً وہ وہاں کی پاپولر جماعت ہے۔ اس کے علاوہ سندھ کے تقریباً تمام بڑے وڈیرے جن کی سینکڑوں مربع زمینیں ہیں وہ سب پیپلز پارٹی میں ہیں۔ میں نے ایک پروگرام میں دیکھا کہ وہاں کی عورتیں، مرد، بچے سب حکومت کے خلاف احتجاج کر رہے تھے، لیکن جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ ووٹ کس کو دیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کو۔ وہ اس معاملے میں سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے پیپلز پارٹی کو ووٹ نہ دیا تو پتا نہیں ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ میرے خیال میں ان انتخابات میں کراچی کے اندر بہت ہی مثبت تبدیلی آئی ہے۔ ایک وقت تھا کہ کراچی میں خوف کا سماں تھا۔ وہاں ایم کیو ایم لاکھوں ووٹ لیتی تھی اور اس کے مقابلے میں امیدوار بارہ چودہ

> الیکشن سے پہلے کچھ لوگوں نے یہاں سے مضمون لکھ کر واشنگٹن پوسٹ اور نیویارک ٹائمز میں چھپوائے کہ بہت گندے الیکشن ہونے جا رہے ہیں جس میں آرمی ملوث ہونے والی ہے۔

ہزار ووٹ لیتا تھا۔ وہاں پر سر عام دھاندلی ہوتی تھی۔ لیکن اس دفعہ وہ خوف کی فضا چھٹ گئی اور ایم کیو ایم پھٹ گئی۔ جس سے منی پاکستان کا اصل نقشہ ہمارے سامنے آیا۔ وہاں پی ٹی آئی، پیپلز پارٹی، آزاد اور ایم کیو ایم سب کامیاب ہوئے۔

سوال: ایم ایم اے نے اس الیکشن میں کتنا نقصان اٹھایا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بہت زیادہ نقصان اٹھایا ہے۔ ان کی صورت حال پہلے سے زیادہ بگڑ گئی ہے۔ انہوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ کیونکہ صوبہ خیبر پختونخوا میں تحریک انصاف کی لہر متوقع تھی۔ ایک صحافی ہیں جو پرو نواز شریف ہیں اور انہوں نے الیکشن سے پہلے کہا تھا کہ میں خیبر پختونخوا کے ہر ضلع میں گیا ہوں، وہاں کے لوگ عمران خان کے خلاف بات سننا نہیں چاہتے۔ اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ عمران خان وہاں کی 39 میں سے 30 سیٹیں جیت جائے گا۔ لیکن عمران خان نے وہاں سے بیس پچیس سیٹیں لی ہیں۔ وہاں پر ایم ایم اے کی جماعتوں میں سے صرف جے یو آئی ایف کی کچھ پوزیشن ہے۔ باقی دینی جماعتوں کی پوزیشن وہاں پر بہت کمزور ہے۔ وہاں جو سیٹیں ملی بھی ہیں وہ جے یو آئی ایف کی ہوں گی۔ اس کے علاوہ پنجاب میں ایک بندہ ہی کامیاب ہوا تو ہوگا باقی امیدواروں کی تو ضمانتیں ضبط ہو جائیں گی۔

سوال: تمام دینی جماعتیں اگر متحد ہو کر الیکشن لڑتیں تو ان کی پوزیشن زیادہ بہتر نہ ہوتی؟

ایوب بیگ مرزا: دینی جماعتوں کے لوگ ایک دوسرے کو کافر اور مشرک سمجھتے ہیں تو پھر ان کا اتحاد کیسے ہوگا۔ ان میں ایک دوسرے سے اتنی شدید نفرت اور مخالفت ہے کہ اتنی سیکولر لوگوں میں بھی نہیں ہوگی۔

رضاء الحق: میں سمجھتا ہوں کہ اگر تمام دینی جماعتیں متحد بھی ہو جائیں تب بھی وہ اس الیکٹورل سسٹم میں تبدیلی نہیں لاسکتیں۔ کچھ سیٹیں لینے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جب تک آپ اس سسٹم کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے کوئی تحریک نہیں چلاتے۔ کوئی بنیادی کامیابی حاصل نہیں ہو سکے گی۔

سوال: دینی جماعتوں کی اس حالت پر آپ ان کو کیا مشورہ دیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: ایک دینی جماعت کے راہنما سے میں نے کہا تھا کہ آپ کیوں الیکشن پراسس میں حصہ لیتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب یہ دیا کہ خود تو الیکشن میں حصہ لیتے نہیں ہو اور ہمیں بھی منع کر رہے ہو۔ جب ایسا جواب ہوگا تو ان کو کیا مشورہ دیا جاسکتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ ہماری ٹانگ کھینچ رہے ہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے لے کر اب بھی ہمارے اندر ان کے لیے اچھے جذبات ہیں۔ میری توقع ہے کہ اس دفعہ بھی ہمارے ساتھیوں نے ایم ایم اے کو ووٹ ڈالا ہوگا اور یہ جانتے بوجھتے ڈالا ہوگا کہ ہمارا یہ امیدوار کامیاب نہیں ہوگا۔

سوال: آپ نے ایک پروگرام میں کہا تھا کہ آنے والا وزیر اعظم بدقسمت ہوگا کیونکہ موجودہ حالات میں وہ manage نہیں کر پائے گا۔ اس وقت بظاہر پی ٹی آئی حکومت بناتی نظر آ رہی ہے تو عمران خان کو آنے والے وقتوں میں کیا چیلنجز درپیش ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میں کہتا ہوں کہ اس وقت یہ کانٹوں کی مالا جس کے گلے میں پڑے گی وہ بدقسمت ہوگا۔ کیونکہ مجھے یہاں نہ سیاسی استحکام نظر آ رہا ہے نہ معاشرتی اور معاشی حوالے سے تو ہم اس بری طرح نیچے جا چکے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان کا ایک پارلیمانی

جمہوری نظام کے تحت بنا ہوا وزیراعظم اس معاشی بحران سے پاکستان کو نکال سکے گا۔ اگر ہم نے اسی طرح قرضوں کا سہارا لیا تو شاید کچھ دن اور نکال لیں گے لیکن اگر قرضوں سے جان چھڑانے کی کوشش کی تو ہماری عوام کا حال یہ ہے کہ انہیں تو قرضوں کا نشہ لگ چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر عمران خان نے قرضوں سے اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کی تو عوام اس کے خلاف سڑکوں پر آجائے گی اور اسے فارغ کردے گی۔ کیونکہ ایسی صورت میں سختیاں تو عوام پر ہی آئیں گی۔ اللہ کے کام ہیں اگر اس نے اس کے باوجود پانچ سال نکال لیے تو شاید اس ملک کی حالت بہتر ہوجائے۔ کیونکہ اصل چیلنج معاشی ہے۔

سوال: اگر مسائل حل کرنے میں عمران خان بھی ناکام ہوگئے تو پھر کیا ہوگا؟

رضاء الحق: دنیا میں اور خاص طور پر برصغیر میں شخصیت پرستی بہت زیادہ ہے۔ ہمارے معاشی حالات کو سدھارنا کسی ایک انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔ قرضوں کی قسطیں ادا کرنی ہیں اور اس کے لیے دوبارہ قرضہ لینا ہوگا۔ اس کے مقابلے میں ایک حل ہے لیکن اس کے نتیجے میں خلفشار بڑھنے کا امکان زیادہ ہے۔ ہمارا ٹیکس نیٹ محدود ہے۔ یہ اگر بڑھایا جائے تو بہت سارا ریونیو اکٹھا ہوسکتا ہے لیکن اس سے بزنس مین اور سٹاک مارکیٹ کے لوگ خوش نہیں ہوں گے۔ بجائے اس کے اگر ہم ایگری کلچر اور سٹاک مارکیٹ کو فوکس کرلیں تو ہمیں آئی ایم ایف کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ دوسری بات ریونیو اکٹھا کرنے کے لیے فارن انوسٹمنٹس میں عمران خان کو ایڈوانٹیج مل سکتا ہے۔ یہ اس کی شخصیت کا کرشمہ بھی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس نے جب ہسپتال بنایا تھا تو اس میں اوور سیز پاکستانیوں نے پیسے دیے تھے۔ اس طرح اوورسیز پاکستانی یہاں پر پیسے انوسٹ کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تو کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

ایوب بیگ مرزا: عمران خان بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ وہ ڈونیشن اکٹھی کرتا ہے تو اسے یقینی طور پر بہت زیادہ ڈونیشن ملتی ہے لیکن ڈونیشن اور ٹیکس میں فرق نہیں سمجھتا۔ ڈونیشن انسان ایک دفعہ دیتا ہے۔ دوسری بار اس کی مرضی ہوگی تو وہ دے گا ورنہ نہیں دے گا۔ کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا ہے کہ تم نے اس سال ڈونیشن کیوں نہیں دی۔ لیکن ٹیکس تو گلے پڑ جائے گا۔ اگر وہ ٹیکس کو بڑھائے گا تو اس کے خلاف لوگ کھڑے ہوجائیں گے کیونکہ ہمارا کاروباری طبقہ اب بھی مسلم لیگ ن کے ساتھ ہمدردیاں رکھتا ہے۔ وہ انہیں بہت سی مراعات دیتے ہیں۔ گزشتہ حکومت نے ریونیو کا ہدف چار ہزار ارب روپیہ رکھا ہوا تھا جو پورا نہیں ہوسکا۔ عمران کہتا ہے کہ میں آٹھ ہزار ارب اکٹھا کرلوں گا۔ اگر یہ کرلے تو پھر ہمیں آئی ایم ایف کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ پورا نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ ٹیکس ہے۔

آخر میں اینکر آصف حمید نے پروگرام کو sum up کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔‘‘ (النساء:58)

عہدہ، ووٹ، ذمہ داری یہ سب امانتیں ہیں۔ ہم نے کتنے اہل لوگوں کو ووٹ دیا یہ تو آنے والا وقت ہی ثابت کرے گا۔ بہرحال ہم امید کرتے ہیں کہ پہلے کی نسبت حالات بہتر ہوں گے۔ کیونکہ ہم دو پارٹیوں کو کئی بار آزما چکے ہیں۔ اب ایک نئی پارٹی حکومت میں آئی ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے، پاکستان کو مشکلات سے نکالے، عمران خان کو ہدایت دے اور پھر اس ہدایت پر قائم رکھے۔ تاہم تنظیم اسلامی کا موقف شروع سے ہی یہ رہا ہے کہ اس ملک کی بقا اور اس کا استحکام اسلام سے وابستہ ہے۔ جب تک اسلام کو بالفعل نافذ نہیں کیا جائے گا تو تب تک اس حوالے سے بے یقینی کی فضا اور شکوک وشبہات قائم رہیں گے۔

☆☆☆

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

تازہ شمارہ
جولائی تا ستمبر 2018ء

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم وحِکَمِ قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی حکمت قرآن (لاہور)

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ـــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اِس شمارے میں

- دینی نصابِ تعلیم اور تحریک رجوع الی القرآن ـــ حافظ عاطف وحید
- مِلاکُ التأویل (۱۴) ـــ ابوجعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
- تقویٰ: اُخروی محاسبے کا خوف ـــ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
- کتابت مصاحف اور علم الرسم (۲) ـــ پروفیسر حافظ احمد یارؒ
- اسلامی ضابطۂ میراث واستحقاقِ میراث ـــ پروفیسر حافظ قاسم رضوان

افادات حافظ احمد یارؒ ’’ترجمہ قرآن مجید مع صرفی ونحوی تشریح‘‘ اور محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا دورہ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہورہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 240 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

آزادی کی نیلم پری

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

انتخابات کا مرحلہ سر ہوا۔ نتیجہ پہلے سے طے شدہ سکرپٹ کے مطابق ہی رہا۔ کوئی سنسنی خیزی تو متوقع تھی نہیں۔ بالآخر عمران خان وزارت عظمیٰ پانے میں کامیاب ہو گئے۔ فی الوقت تو ملک معاشی مسائل کی گرداب میں گھرا آنے والی حکومت کے لیے ہمہ گیر چیلنج لیے کھڑا ہے۔ تن ہمہ داغ داغ لیلائے اقتدار پر رال ٹپکاتے جوڑ توڑ، کرسیوں وزارتوں کے لالچ میں ترین کے جہاز میں اپنی قیمت وصولنے والوں کو گھمبیر ذمہ داری کا ادراک نہیں! حکومت سازی کے مرحلے تلے تبدیلی چر چرا رہی ہے۔ مغرب نتائج پر بہت خوش ہے چنانچہ یورپی یونین مشن نے بھی انتخابات کو تسلی بخش قرار دیا ہے۔ نتائج مغرب کی مرضی کے ہوں تو انتخابات درست قرار پاتے ہیں۔ آخر ہم مصر میں مرسی جمہوریت کا حشر نشر دیکھ چکے ہیں۔ اور قبل ازیں یکے از بابائے جمہوریت فرانس کے ہاتھوں تیونس، الجیریا یا فلسطین میں حماس کی عدم قبولیت بھی۔ ناحق ہم مجبوروں پر ہے تہمت خود مختاری کی! ہر مسلم ملک میں انجینئرنگ کا شعبہ اور کہیں فعال ہو یا نہ ہو، انتخابات میں خوب فعال ہوتا ہے۔ مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کماحقہ جانتا ہے۔ الیکشن کمیشن کے متنازعہ اور مشکوک کردار پر انگلیاں اٹھ رہی ہیں جس نے انتخابی عمل کی ساکھ کو داغدار کیا ہے۔

آزادی کی یہ نیلم پری، مسماۃ جمہوریت، اپنی قیمت وصول کرتی ہے۔ مہینہ بھر سوانگ بھرے 'جمہوری قبا میں پائے کوب' ملک بھر کے طول و عرض سے اس نے 440 ارب روپے وصول کیے۔ اس میں 9 ارب تو صرف فوج کے ذریعے سیکورٹی کا خرچ ہے۔ غریب مسکین ملک جو (عالمی طور پر تسلیم شدہ) خط غربت سے نیچے 60 فیصد آبادی لیے بیٹھا ہے۔ یہ اخراجات دمڑی کی بڑھیا اور ٹکا سر منڈائی ہی کے ذیل میں آتے ہیں۔ کروڑوں ڈالر ہم غربت دور کرنے کے نام پر وصول کرتے ہیں جو شاید سیاسی امیدواروں کی غربت دور کرنے کے کام آتے ہیں۔ تاہم یہ پیسہ جہاں خرچ ہوا، ان مدات میں دیگیں، دعوتیں وہ مد ہے جو خط غربت کے نیچے بیٹھے پسینے بہاتوں کے کام ضرور آئی۔ باقی چارٹرڈ طیاروں، بلٹ پروف گاڑیوں، سیکورٹی، اشتہاراتی مہمات، کاغذوں، بینروں میں لگ کھپ جانے والا پیسہ ہے۔ الیکشن کمیشن نے خرچ کی جائز حدود صوبائی انتخابات میں 20 لاکھ اور وفاقی امیدوار کے لیے 40 لاکھ روپے خرچ کرنے کی حد مقرر کی تھی۔ تاہم عملاً بات کروڑ تک تو پہنچ ہی جاتی ہے۔ کروڑ کی اگرچہ دیگیں ٹھنڈا پانی کھلا پلا دیا جاتا تو خط غربتیے بیچارے بے دام کے غلام بن جاتے۔ دیگ، بوتل، پلیٹ، پیالہ، گلاس نوعیت کے انتخابی نشان بھی فی الفور مہر پا لیتے۔ لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ عمران خان نے تقریر نہایت غیر سونامی مزاج سے کی۔ لیلائے اقتدار نے طبیعت کو معتدل کر دیا ہے۔ اگر یہ ان کے حقیقی جذبات ہیں کہ وہ واقعی تمام پالیسیاں عوام کی فلاح اور ترقی و مفادات کے تحفظ کی بنیاد پر بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان کروڑوں خرچ کر کے کرسیٔ اقتدار تک پہنچنے والوں کا کیا بنے گا؟ ان کی سرمایہ کاری رائیگاں تو نہیں جاسکتی۔ خان صاحب کے خواب اپنی جگہ کہ ریاست مدینہ کی طرح بیواؤں، یتیموں کے حقوق، شہریوں کے حقوق کے لیے فلاحی ریاست بنا کر دیں گے۔ تاہم خواب تو شرمندۂ تعبیر ہوں نہ ہوں، خان صاحب کے شرمندہ ہونے کے اسباب و آثار اور چیلنج بے شمار ہیں۔ وزیراعظم ہاؤس جانا نہیں چاہتے اسے کسی نہ کسی صورت عوام کو لوٹا دیں گے۔ لیکن یہی عزم 5 سالوں میں خیبر کے وزیراعلیٰ ہاؤس کی لائبیریری بنا دینے بارے تو پورا نہ ہوسکا۔ عوام کو خواب نہ دکھائیں۔ بآواز بلند نہ سوچیں۔ عوام کی امیدیں پوری نہ کر پائے تو خط غربت کے نیچے آنسوؤں آہوں کا سیلاب آجائے گا۔ انصاف کی فراہمی کی راہ میں حائل اونچی دیواریں کون توڑے گا؟ آہنی ہاتھ آڑے آئیں گے تو لائحہ عمل کیا بنا پائیں گے؟ چیلنج تو یہ بھی ہے کہ جعلی مقابلوں کے ملزمان راؤ انوار اور عابد باکسر کی ضمانت منظور ہو گئی ہے۔ ایک طرف جبراً گھروں سے اٹھائے ہزاروں نوجوان...... ان کی جیتے جی بیوہ اور لاپتہ باپوں کے ننھے بچے ان کہی یتیمی کے دھندلکوں میں ہونٹوں پر خامشی کے تالے لگائے سالہا سال سے سسک سسک کر خود رو پودوں کی طرح بڑے ہو رہے ہیں۔ کیا ریاست مدینہ سی فلاحی مملکت کا خواب دیکھنے والا انہیں انصاف فراہم کرے گا؟ یا وہ بھی دہشت گردی کا پہاڑہ پڑھتا 400 قتل کے مذکورہ بالا مرتکبین کو وی آئی پی بنا نکالنے پر مجبور ہوگا؟ یہ دونوں مضبوط ہاتھوں تلے شاہانہ زندگیاں گزارتے رہے۔

معمولی اہلکاروں کے خاندان دوبئی میں پلتے رہے! انتخابات کے حوالے سے چیف جسٹس نے فرمایا تھا: 'اللہ پاکستان کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسا لیڈر دے دے!' یہ منہ اور مسور کی دال! ہم سی رعایا اور سیدنا عمرؓ جیسا امیر......؟ 'اعمالکم عمالکم' کے مصداق ہمارے اعمال ہم پر حکمران ہیں۔ سیدنا عمرؓ حکمران ہوتے تو چیف جسٹس قاضی شریح ہوتے جو امیر المومنینؓ (نواز شریف نہیں...... طاقتوروں) کے خلاف بے لاگ فیصلہ دیتے۔ اس مغربی جمہوریت کی نہایت بھونڈی سی لونڈی جمہوریت جو ہمارے ہاں رائج ہے اسے مدینہ والوں سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ جہاں بیٹی سیدہ فاطمہؓ کو تسبیح فاطمہؓ دے کر حکمران باپؐ رخصت کر دیتا ہے۔ (جس بیٹی کے ہاتھوں پر مشقت سے گٹھے پڑے ہوئے تھے!) لونڈی، غلام، عوام کی ضروریات پوری کرنے کو رکھ رکھے تھے! جو سیدنا عمرؓ کی مانند اپنے بیٹے کو عدم انصاف کے اندیشے پر اضافی کوڑے (ڈبل سزا) دیتا ہے۔ جو اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمرؓ کی نسبت (ان کے ہم پلہ، ہم عصر کے مقابلے میں) اسامہ بن زیدؓ کو زیادہ مال سے نوازتے ہیں۔ اس بنا پر کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے۔ چھوڑ دیجیے ان عظیم الشان مثالوں کو......

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا

یہ نظام اسلامی جس کا خواب قائداعظم اور اقبال نے پوری سچائی اور اخلاص سے دیکھا تھا۔ وہ ہے جس سے کفر پر لرزہ طاری ہوتا ہے۔ اس کی گھگھی بندھتی ہے۔ اس نظام میں عوام حقیقتاً وی آئی پی کی طرح لاڈلے ہوتے ہیں۔ ریاست ماں کی سی غمگساری، ایثار و قربانی کا پیکر بن کر ان کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے۔ سیدنا عمرؓ کی طرح راتوں کو رعایا کے لیے سڑکوں پر چوکیداری کرتی، قحط پڑنے پر (مدینہ میں اموال کی موجودگی کے باوجود) عوام کے غم میں سوکھ کر کانٹے کی طرح رنگ روپ کھو دینے والی حکمرانی

جمہوریت کے ٹاٹ میں مخمل کا یہ پیوند نہیں لگ سکتا۔ اسلام کی دہشت کا عالم تو یہ ہے کہ جمہوریت سے تمام تر وفاداری کے اظہار کے باوجود متحدہ مجلس عمل کو ابھرنے نہیں دیا جاسکتا۔ دینی ووٹ کو تقسیم کرنے کا کماحقہٗ انتظام کیا گیا۔ ترکی میں طیب اردوان کی جیت نے دنیائے کفر کو مغلوب الغضب کردیا ہے۔ واویلا کب سے جاری ہے۔ سینہ کوبی کرتی رینڈ کارپوریشن 'سیاسی اسلام کو ابھرنے سے روکو۔ 'اس جماعت کو فوکس کرو' اسے ماڈریٹ کرو۔ اس کے اقدامات سے لگتا ہے ترکی کی رگوں میں اسلام سرایت کر رہا ہے۔ عدلیہ سے روابط قائم کر کے اسے کالعدم قرار دو (مسلم ممالک میں عدلیہ کی اوقات!) یہ ناکام ہوجائے تو فوج کے ذریعے نرم انقلاب لاؤ۔ وہ ممکن نہ ہو/کام نہ دے سکے تو خونی انقلاب لاؤ۔ (یہ کہتے کہتے 2016ء میں بھرپور کوشش بھی کی گئی۔) اسلام پر ساری پابندیاں ہیں۔ ورنہ نیوکانز پورے مذہبی عزائم کے ساتھ (گریٹر اسرائیل مشن کی تکمیل کا ایجنڈا لیے) امریکہ میں حکومت بنا سکتے ہیں۔ دہشت گرد مودی انتہا پسند ہندو مذہبیت کے ساتھ حکمران ہوسکتا ہے۔ ترکی میں اسلام کی آہٹ سن کر، کمال ازم کے تحت بند کی گئی مسجدیں کھلتی، قرآن پر سے پابندیاں اٹھتے، برہنگی کو لباس سے ڈھانپتی ترک مسلم عورت دیکھ کر مغرب کی سٹی گم ہوجاتی ہے۔ اسلام بحیثیت مذہب (نماز، روزہ) گوارا کرلیں گے۔ دین کی حیثیت (مکمل نظام زندگی بشمول حکمرانی) دینے کی بھنک بھی پڑ جائے تو ہذیانی ہوجاتے ہیں۔ ریپبلکن ارکانِ کانگریس نے اخوان المسلمون کو بلیک لسٹ کرنے، دہشت گرد جماعت قرار دینے کے لیے رپورٹ پیش کر دی۔ 'ہمیں اب اخوان کے شدت پسندانہ جہادی فلسفے کو نظر انداز کرنے سے باز آنا ہوگا'۔ عقوبت خانوں میں ٹھونسی، گن شپ ہیلی کاپٹروں، بلڈوزروں سے شہید کی گئی مسلی کچلی اخوان سے اب بھی ان کی ٹانگیں کانپتی ہیں؟ جہاد کا حق صرف امریکہ، نیٹو، اسرائیل، بھارت اور برما کو ہے؟ ان کے ہاں یہ فرض عین ہے؟ مسلمانوں کو چپ کر کے شام کے کھنڈروں، عراق، افغانستان، کشمیر، برما میں کیڑے مکوڑوں کی طرح مرنا ہوگا؟ ورنہ وہ دہشت گرد قرار دیئے جائیں گے اور سیسی جیسے خود ہی مسلم ممالک میں ان سے نمٹ لیں گے۔ پاکستان اسی گلوبل ویلیج کا ادنیٰ غلام رکن ہے۔ عمران خان کو وزارت عظمیٰ مبارک۔ خود کو آزاد، خود مختار، سویلین حکمران سمجھنے کی غلطی نہ کر بیٹھیں۔ بھاری پڑے گی۔ جس پر کوئی وظیفہ کارگر نہ ہوگا!

حج...... عالمِ اسلام کا عالمی اجتماع

پروفیسر عبدالعظیم جانباز
azeemjanbaz77@gmail.com

حج یا عمرے کے سفر میں انسان اپنے رب کے دربار میں جا رہا ہوتا ہے، اپنے رب کریم کے حکم کے آگے محبت سے سر جھکا دینے کا نام حج ہے، اس کی لذت وہی جانتے ہیں جو محبت کرنا جانتے ہوں، اب سے چار ہزار سال قبل سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کے آگے سر جھکاتے ہوئے ایسا ہی ایک سفر کیا تھا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور ننھے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اس وادی غیر ذی زرع میں آباد کیا تھا، اسی سر جھکانے کی یاد اب دنیا بھر سے لاکھوں افراد آ کر تازہ کرتے ہیں۔

حج کی حکمت و فلسفہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حج کا اعلان عام کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾۔ (الحج:27،28)

"اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ عام دے دو کہ وہ تمھارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں، تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں"۔

اب سوال یہ ہے کہ حج میں کیا فائدے رکھے گئے ہیں؟ حج سے حاصل ہونے والے چند اہم فوائد کچھ یوں ہیں:

توحید کا سبق:

سب سے پہلے ہمیں حج میں توحید کا سبق ملتا ہے، حج شروع سے اخیر تک کلمہ توحید کے ارد گرد گھومتا ہے، اس سفر کا ترانہ لبیک ہے:

لَبَّیْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

اس ترانے کو ایک حاجی پکارتا ہے اور اس کے مفہوم کو اپنے ذہن میں بٹھائے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے کہ اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک ہر قسم کی تعریف، اور ہر قسم کی نعمت اور ہر قسم کی بادشاہی تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے علاوہ ہم کسی کو نہیں پکارتے، تیرے علاوہ ہم کسی پر اعتماد نہیں کرتے، تیرے علاوہ ہم کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہیں سمجھتے۔

یہ وہ تلبیہ ہے جو ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے، ورنہ مشرکین بھی حج کرتے اور تلبیہ پکارتے تھے، ان کا تلبیہ کچھ یوں تھا:

لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ۔

"اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس شریک کے جس کا تو مالک ہے وہ مالک نہیں"۔

یعنی وہ بھی اللہ کو خالق و مالک اور کائنات پر حکمرانی کرنے والا مانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ شرکاء بھی پورا اختیار نہیں رکھتے، لیکن وہ اللہ کے قریبی ہیں، اللہ ان سے راضی ہے، ہم گنہگار ہیں، اس لیے ان کی کچھ عبادتیں کر لینے سے قیامت کے دن ہمیں ان کی سفارش نصیب ہو جائے گی، لیکن اللہ نے ان کے اس عقیدے کو بیان کیا:

﴿وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی﴾۔ (الزمر:3)

"جو اللہ کے علاوہ دوسرے اولیاء بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے زیادہ قریب کردیں"۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾۔ (یونس:18)

"یہ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں"۔

اس لیے ایک حاجی جب لاشریک لک کہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس لفظ کو اچھی طرح سمجھ لے، پھر جب ایک حاجی بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو وہاں اس کے سامنے اللہ کا یہ فرمان ہوتا ہے کہ:

﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾۔ (الحج:29)

’’اور چاہیے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں‘‘۔

اسی طرح رکن یمانی کے استلام کرنے اور حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں بھی متابعت کا جذبہ پایا جاتا ہے، تب ہی تو عمر فاروق ؓ نے کہا تھا:

اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ

(صحیح بخاری:1597)

’’میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا‘‘۔

پھر صفا ومروہ کی سعی، طواف کی دو رکعت نماز، یومِ عرفہ کی دعا اور یوم النحر کی قربانی سب کی سب توحید کا سبق دیتے ہیں۔

جذبہ عبدیت کی آبیاری:

حج میں جذبہ بندگی کی آبیاری ہوتی ہے، ایک حاجی اللہ کے لیے اپنا گھر بار چھوڑتا ہے۔ سفر کی مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ اس سفر میں زیادہ تر ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ احرام کی چادریں پہنتا ہے تو وہ موت کو یاد کرتا ہے، کفن کو یاد کرتا ہے۔ اب اسے احساس ہوتا ہے کہ ایک دن ایسے ہی مجھے مرنا ہے، مجھے لوگ نہلائیں گے، کفن پہنائیں گے اور قبر کی گود میں سلا دیں گے، غرض یہ کہ اس کا ایک ایک لمحہ اللہ کی یاد میں بسر ہوتا ہے، اس طرح اس کا باطن بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

مکارمِ اخلاق کی تربیت:

حج میں اچھے اخلاق پر ایک حاجی کی تربیت ہوتی ہے، وہ صبر وتحمل سیکھتا ہے، بردباری سیکھتا ہے، اس کے اندر سخاوت پیدا ہوتی ہے، عفت پیدا ہوتی ہے، معاف کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾۔

(البقرۃ:197)

’’جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کی نیت کرے، اسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بدعملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو‘‘۔

یہ وہ موسم ہے جس میں انسان مکارمِ اخلاق پر تربیت حاصل کرتا ہے۔

تاریخی اور روح پرور ماحول کا مشاہدہ:

حاجی سرزمین حجاز میں پہنچ کر وہاں کے تاریخی اور روحانی ماحول کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ اسی سرزمین پر ہزاروں سال پہلے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بسایا تھا، پھر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور حج کا اعلانِ عام کیا تھا، وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کے حبیب محمد ﷺ نے اسی جگہ سے دعوت کا آغاز کیا تھا اور یہیں پر ایمان والوں نے بے مثال قربانیاں پیش کی تھیں، اس طرح اس کے دل میں اس سرزمین کے چپے چپے سے محبت گھر کر جاتی ہے۔

گناہوں سے صفائی اور جرائم کا خاتمہ:

حج کے بعد بندہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

اتحادِ امت کا بے مثال مظاہرہ:

حج میں اتحاد اور مساوات کا بے مثال مظاہرہ ہوتا ہے، حج میں مختلف ممالک سے مسلمان آتے ہیں، کوئی کالا تو کوئی گورا ہے، کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ہے، کوئی جاہ ومنصب کا مالک ہے تو کوئی اس سے محروم، لیکن حج کے دوران سارے امتیازات مٹ جاتے ہیں، سب کے بدن پر ایک ہی لباس ہوتا ہے، سب کی زبانوں پر ایک ہی پکار ہوتی ہے، سب ایک ہی امام کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں، جہاں بھی جانا ہوتا ہے سب ایک ساتھ جاتے ہیں، جہاں ٹھہرنا ہوتا ہے سب ایک ساتھ ٹھہرتے ہیں، اس طرح حج کے اندر پوری دنیا کے مسلمان خود کو ایک خاندان کے افراد محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح حج کی حیثیت سالانہ عالمی اجتماع کی ہے، اس میں دنیا کے کونے کونے سے مسلمان شریک ہوتے ہیں، ایک حاجی کو دوسرے ملک کے حاجیوں سے ملاقات کرنے کا موقع ملتا ہے، اس طرح انھیں یہاں تربیت ملتی ہے کہ اپنی زندگی اجتماعیت کے ساتھ گزارنی ہے۔

❊❊❊

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر قریشی فیملی کو ڈنمارک میں مقیم اپنے بیٹے، تعلیم ایم بی اے، عمر 34 سال، دراز قد کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-8496845

☆ لاہور میں رہائش پذیر قریشی فیملی کو اپنی گریجوایٹ بیٹی، عمر 36 سال، دراز قد، مطلقہ، کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0301-3113113

☆ ایک رفیق تنظیم کی ہمشیرہ، عمر 38 سال (خلع یافتہ)، تعلیم ایم اے اسلامیات اور ایم اے ایجوکیشن سکول میں ٹیچر، صوم صلوٰۃ کی پابند کے لیے دیندار، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار آدمی کا رشتہ درکار ہے۔ راولپنڈی، اسلام آباد کا رہائشی قابل ترجیح ہوگا۔ برائے رابطہ: 0321-5880079

☆ کوٹ ادو میں رہائش پذیر انصاری فیملی کو اپنی دو بچیوں، عمریں 26 سال اور 24 سال، تعلیم ایم فل کیمسٹری ایم فل ریاضی کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار، ہم پلہ رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0333-4009554

عید الاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور

حج اور عید الاضحیٰ اور اُن کی اصل روح قرآن حکیم کے آئینے میں

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ 56 صفحات ☆ قیمت (اشاعت خاص) 50 روپے ☆ (اشاعت عام) 35 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون 03-35869501

maktaba@tanzeem.org

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی

دس ایام

ذی الحجہ کے شروع کے دس دن بڑے مبارک دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی بڑی عظمت اور بڑی قدر ہے اور ان دنوں میں کیا ہوا نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت ہی مقبول، محبوب اور پسندیدہ ہے۔ ایسے مبارک دن رات اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے نصیب فرمائے ہیں۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم ان مبارک دنوں اور راتوں کی قدر کریں اور ان دنوں اور راتوں کو اللہ کی یاد میں، اس کی عبادت اور اس کی اطاعت میں لگائیں اور ان دنوں میں گناہوں سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کریں۔ احادیث طیبہ میں ان دنوں کی خاص فضیلت آئی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان فضیلتوں کو سنیں اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔

ان ایام میں کی ہوئی عبادت کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے، جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا جہاد بھی ان ایام کے عمل کے برابر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جہاد بھی ان ایام میں کیے ہوئے عمل کے برابر نہیں مگر ہاں وہ شخص جو اپنی جان اور اپنا مال دونوں لے کر اللہ کے راستے میں نکلا اور پھر ان میں سے کوئی چیز بھی بچا کر واپس نہیں لایا۔ یعنی جان اور مال دونوں اللہ کے راستے میں قربان کر دیئے اور شہید ہو گیا تو اس شخص کا یہ عمل ان ایام میں کیے ہوئے عمل کے برابر ہو سکتا ہے ورنہ کوئی عمل ان ایام میں کیے ہوئے عمل کے برابر نہیں ہو سکتا۔“

اس حدیث کے اعتبار سے ان دس اور دنوں کے علاوہ دنوں میں پڑھی ہوئی نمازیں ان دنوں کی نمازوں کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ ان دس دنوں میں رکھے ہوئے روزے سال کے اور دنوں میں رکھے ہوئے روزوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح زکوٰۃ، خیرات، صدقات، تسبیحات، درود شریف اور تلاوت قرآن کریم اور جو بھی نفلی اعمال ان دس دنوں کے علاوہ دنوں میں کیے جائیں وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنے محبوب اور پسندیدہ نہیں جتنے وہ نیک اعمال اور نفلی عبادات پسندیدہ ہیں جو ان دس دنوں میں کیے ہیں۔

نماز باجماعت کا اہتمام

ہمیں چاہیے کہ ان ایام میں تمام نمازیں باجماعت مع تکبیر اولیٰ کے ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ اگر آج سے پہلے کوتاہی ہو رہی تھی تو اب کوتاہی نہ ہو اور خواتین گھر میں تمام نمازیں اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کریں۔

گناہوں سے بچنے کا اہتمام

ہمیں ان ایام میں ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ان گناہوں میں ایک گناہ ڈاڑھی منڈوانے کا گناہ ہے۔ یہ گناہ کبیرہ ہے اور ناجائز ہے اور اس گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہر وقت گناہ کے اندر ڈوبا رہتا ہے، ایسے خطرناک، سنگین اور ہمہ وقت ہونے والے گناہ سے تو فوری طور پر آدمی کو بچنے کی فکر ہونی چاہیے۔ اسی طرح شلوار اور پاجامہ کو ٹخنے سے نیچے رکھنے کا گناہ ہے۔ جو شخص اپنی شلوار یا پاجامہ ٹخنے سے نیچے رکھے گا اس کا ٹخنہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ یہ انگریزوں کا فیشن ہے جو ہمارے دشمن، ہمارے دین کے دشمن، ہمارے ملک کے دشمن ہیں، ایسے دشمن کا ہم طور طریقہ اختیار کر لیں اور پھر اس میں ہم اپنی عزت سمجھیں اور شلوار کو ٹخنوں سے اوپر کرنے کو اپنے لیے باعث عار سمجھیں، باعث شرم سمجھیں، یہ بڑی تباہی کی بات ہے اور اس گناہ سے بچنا کوئی مشکل بھی نہیں، بہت آسانی سے بچ سکتے ہیں۔

خواتین بے پردگی کے گناہ سے بچیں

اسی طرح خواتین کا بے پردہ باہر نکلنا۔ یہ گناہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ پوری دنیا میں پھیل گیا ہے۔ اب شرعی پردہ کرنے والی خواتین دنیا میں چند گنی چنی نظر آئیں گی۔

جس طرح ڈاڑھی منڈوانا حرام اور ناجائز ہے اسی طرح بے پردہ رہنا حرام ہے۔ جس طرح سود لینا، رشوت لینا، جھوٹ بولنا اور شراب پینا حرام ہے اسی طرح نامحرم مردوں کے سامنے آ جانا، خواہ گھر کے اندر ہو، خواہ گھر کے باہر ہو، یہ بھی حرام اور ناجائز ہے۔ بے پردہ عورت پر خدا کی لعنت ہے، فرشتوں کی لعنت ہے اور ان کے لیے جہنم کے عذاب کی وعیدیں احادیث میں موجود ہیں۔ لہٰذا خواتین اس گناہ سے بچنے کا پورا اہتمام کریں۔

گانے سننے اور آلات موسیقی کا استعمال

اسی طرح گانا سننا اور سنانا، اس کے حرام اور ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن آج ہر گھر، ہر گلی، ہر محلہ گانے باجے سے بھرے ہوئے ہیں اور ٹی وی، سی ڈی اور انٹرنیٹ کی لعنت نے ہر گھر کو سینما بنایا ہوا ہے۔

اصل کام گناہ چھوڑنا ہے

ہم لوگ عبادت تو تھوڑی بہت کر لیتے ہیں لیکن گناہوں سے نہیں بچتے۔ یاد رکھئے! جب تک ہم ان کبیرہ گناہوں سے نہیں بچیں گے اور جب تک ان سے توبہ نہیں کریں گے اس وقت تک نہ ہمارا ایمان مکمل ہو گا۔ نہ ہماری اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔

گناہوں کے چھوڑے بغیر کبھی بھی ہماری زندگی میں تبدیلی نہیں آ سکتی اور ہم یہ جو چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی واقعتاً مکمل طور پر مسلمان کی سی زندگی ہو، ہمارا ایمان مکمل ہو جس کے نتیجے میں دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر برسیں اور عافیت اور سلامتی نصیب ہو اور خاتمہ ایمان پر ہو اور آخرت میں بھی ہم قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ جہاں ہم فرائض و واجبات ادا کریں وہاں مندرجہ بالا گناہوں سے بچیں۔ اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کریں اور ان گناہوں سے بچنے کی کوشش جاری رکھیں۔

بہرحال یہ دس دن اس لیے ہیں کہ ہم اپنے گناہوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کریں، آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کریں تو پھر ان دنوں کی برکات خوب حاصل ہوں گی۔ پھر ان شاء اللہ دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ حاصل ہو گا۔

ان ایام میں چار کلمات کی کثرت

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رحمت کائنات جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے زیادہ عظمت والا دن کوئی نہیں اور ان دنوں کے عمل کے مقابلے میں کسی اور دن کیا ہوا عمل اتنا محبوب نہیں۔ لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح اور تحمید کثرت سے کیا کرو۔“ لہٰذا ان دنوں میں سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کی کثرت کرنی چاہیے کیونکہ جتنے بھی ایسے کلمات ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جاتی ہے ان سب کے سردار یہ چار کلمات ہیں۔ (1) سبحان اللہ (2) الحمد للہ (3) اللہ اکبر (4)

لا الٰہ الا اللہ۔ لہٰذا یہ ایام بھی سب سے زیادہ عظمت والے اور ان ایام میں کیا ہوا عمل بھی سب سے زیادہ عظمت والا ہے۔

سیکنڈوں میں عظیم ثواب کا حصول

فضائل ذکر کی ایک روایت بہت مشہور ہے جو فضائل اعمال میں موجود ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سو مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہے تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کہ اس نے سو عربی غلام اللہ کے لیے آزاد کر دیئے اور جس شخص نے سو مرتبہ ''الحمدللہ'' کہا تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سو گھوڑے ساز و سامان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے بھیجے۔

اللہ اکبر کا ثواب

اگر کسی شخص نے سو مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہا تو اس کو ایسا ثواب ملے گا جیسے اس نے سو اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیے ہوں اور وہ قبول بھی ہو گئے ہوں۔ اب دیکھیے! سو اونٹ کی قربانی آج کل کون کر سکتا ہے؟ لیکن سو مرتبہ ''اللہ اکبر'' پڑھنے پر سو اونٹ کی مقبول قربانی کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں اور ایک اونٹ میں سات حصے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سات سو قربانیوں کا ثواب عطا ہو گیا، یہ کتنا بڑا ثواب ہے۔

واجب قربانی ادا کرنا ضروری ہے

اس میں تو غریب کا بھی قربانی کا مسئلہ حل ہو گیا اگر کسی غریب کے پاس قربانی کے پیسے نہیں ہیں تو ''اللہ اکبر'' کی تسبیح پڑھنا تو اس کے اختیار میں ہے۔ جب چاہے سو مرتبہ ''اللہ اکبر'' پڑھ لے اور اپنے نامہ اعمال میں سو اونٹوں کی مقبول قربانی کا ثواب لکھوا لے۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ اس کے پڑھنے سے ثواب تو ملتا ہے لیکن واجب قربانی ادا نہیں ہوتی۔ لہٰذا جس پر قربانی واجب ہے وہ اپنی قربانی ضرور کرے اور جس پر قربانی واجب نہیں ہے وہ بھی اگر قربانی کرے گا تو اس کو بھی اس کو ثواب ملے گا۔

لا الٰہ الا اللہ

اگر کوئی شخص سو مرتبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھے گا تو حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ثواب عطا فرماتے ہیں کہ زمین سے لے کر آسمان تک جو خلا ہے وہ اس ثواب سے بھر جاتا ہے۔ ان چاروں کلموں میں یہ کلمہ سب سے زیادہ عظیم ہے اور سب کا سردار ہے۔

زندگی کے لمحات قیمتی بنائیں

ہر مسلمان کو چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دیں اور چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ''لا الٰہ الا اللہ'' کثرت سے ان دس دنوں میں پڑھتے رہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر نماز کے بعد یا نماز سے پہلے ''سبحان اللہ'' کی ایک تسبیح ''الحمدللہ'' کی ایک تسبیح ''لا الٰہ الا اللہ'' کی ایک تسبیح اور ''اللہ اکبر'' کی ایک تسبیح تو ضرور پڑھ لیا کریں اور اس سے زیادہ بھی جتنا پڑھ سکیں بہتر ہے۔

ان دس راتوں کی اہمیت اور فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس ایام کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہو کیونکہ ان دس دنوں میں ہر دن کا روزہ ثواب کے اعتبار سے ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔

اور ان دس دنوں میں ہر رات کی عبادت شب قدر میں عبادت کرنے کے برابر ہے۔ لہٰذا ان راتوں کو خوب اللہ کی عبادت میں لگانا چاہیے۔ اس سے ان راتوں اور دنوں کی عظمت کا اندازہ لگائیں۔

ان ایام کے روزوں کی فضیلت

ان دنوں کی فضیلت یہ بیان فرمائی کہ ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔ دس تاریخ کا روزہ رکھنا تو ناجائز ہے، باقی نو دن رہ گئے اگر ان کی قدر کر لیں تو یہ دن کم نہیں ہیں جیسے کسی نے کہا کہ ''ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی'' یعنی ہر شب، شب قدر ہے اگر تم اس کی قدر پہچانو۔ اس لیے جن کو اللہ تعالیٰ ہمت دیں اور توفیق دیں وہ روزہ رکھیں۔

بال اور ناخن نہ کٹائیں

ان ایام کا ایک عمل یہ ہے کہ جس کے ذمے قربانی ہو، وہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے، یہ مستحب ہے واجب نہیں اور اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہیں ہے اس لیے کہ وہ صاحب استطاعت نہیں ہے لیکن اس کا دل یہ چاہتا ہے کہ اگر میرے پاس پیسے ہوتے تو میں بھی قربانی کرتا تو اس کے لیے بزرگوں نے ایک طریقہ لکھا ہے اور بعض روایتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے وہ یہ کہ اگر ان دس دنوں میں بال اور ناخن نہیں کاٹے گا تو ان شاء اللہ اس کا یہ عمل قربانی کے قائم مقام ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو بھی قربانی کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

حقیقی روزہ رکھیں

بہر حال ان ایام میں روزہ رکھیں لیکن صحیح معنوں میں روزہ رکھنے کی کوشش کر لیں یعنی خالی زبان اور پیٹ کا روزہ نہ ہو بلکہ صحیح روزہ وہ ہوتا ہے جس میں زبان اور پیٹ کے روزے کے ساتھ گناہوں سے بچنے کا بھی روزہ ہو، آنکھوں کو بھی گناہوں سے بچایا جائے، کانوں کو بھی گناہوں سے بچایا جائے، زبان کو بھی گناہوں سے بچایا جائے، اور ظاہر و باطن کے دوسرے اعضاء کو بھی گناہوں سے بچایا جائے۔ اگر ایسا روزہ رکھا جائے تو وہ ہی باعث اجر و ثواب ہوتا ہے۔

نو تاریخ کے روزے کی اہمیت

پھر نو تاریخ کے روزے کی ایک خاص فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے وہ یہ کہ جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے تمام صغیرہ گناہوں کا کفارہ فرما دیں گے۔ لہٰذا نو تاریخ کا روزہ آنے والا ہے اس کو رکھنے کا اہتمام کریں۔ اس کے علاوہ دوسرے ایام میں بھی جس کے اندر روزہ رکھنے کی ہمت اور طاقت ہو وہ بھی جتنے چاہے روزے رکھ لے۔

عیدالاضحیٰ کی رات کی فضیلت

اس کے علاوہ دس ذی الحجہ کی رات اور نو ذی الحجہ کی رات یہ دونوں بڑی بابرکت راتیں ہیں۔ عیدالاضحیٰ کی راتوں کی تو یہ فضیلت ہے کہ جو شخص عیدالاضحیٰ کی راتوں میں جاگ کر عبادت کرے گا تو اللہ جل شانہ قیامت کے دن جب تمام انسانوں کے دل اس دن کی ہولناکی سے مردہ ہو جائیں گے اس دن اللہ تعالیٰ اس کا دل زندہ رکھیں گے اور اس دن گھبراہٹ اور بے چینی سے بالکل محفوظ رکھیں گے۔

❀❀❀

دعائے مغفرت
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ لاہور غربی، سمن آباد کے ملتزم رفیق محمد اسلم ملک وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب شرقی، منچن آباد کے منفرد رفیق رضوان احمد یزدانی کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-6310878

☆ حلقہ ملاکنڈ، دیر کے ملتزم رفیق مولانا عزیز الرحمٰن کے والد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب شرقی، ساہیوال کے نقیب اسرہ عبدالواسع کی تائی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0332-7682836

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

No Doubt About It: The Deep State Is Real and Trump Is Its Latest Tool

> *"Behind the ostensible government sits enthroned an invisible government, owing no allegiance and acknowledging no responsibility to the people." — Theodore Roosevelt*

There are those who would have you believe that President Trump is an unwitting victim of the Deep State. And then there are those who insist that the Deep State is a figment of a conspiratorial mind. Don't believe it.

The Deep State—a.k.a. the police state, a.k.a. the military industrial complex, a.k.a. the surveillance state complex—does indeed exist and Trump, far from being its sworn enemy, is its latest tool.

When in doubt, follow the money trail. It always points the way.

Every successive president starting with Franklin D. Roosevelt has been bought—lock, stock and barrel—and made to dance to the tune of the Deep State. Even Dwight D. Eisenhower, the retired five-star Army general-turned-president who warned against the disastrous rise of misplaced power by the military industrial complex was complicit in contributing to the build-up of the military's role in dictating national and international policy.

Enter Donald Trump, the candidate who swore to drain the swamp in Washington DC. Instead of putting an end to the corruption, however, Trump has paved the way for lobbyists, corporations, the military industrial complex, and the rest of the Deep State (also referred to as "The 7th Floor Group") to feast on the carcass of the dying American republic.

Apart from tweets that are little more than sound and fury, Trump is not a man who is raging against the machine. He is too much a part of the machine. Indeed, as Reuters reports, "[President] Trump has gone further than any of his predecessors to act as a salesman for the U.S. defense industry."

Despite claims to the contrary, Trump is not advocating for peace with Russia, or North Korea or any other nation. He is selling the American public out to the war hawks. The latest squawk over Iran is just more of the same chest-thumping, sleight-of-hand intended to play into the hands of a salivating military industrial complex for whom war is merely a means to a larger profit margin. The war hawks have no beef with Trump. Why should they? He's giving them exactly what they want.

With Trump's blessing, the military's budget—with its trillion dollar wars, its $125 billion in administrative waste, and its contractor-driven price gouging that hits the American taxpayer where it hurts the most—will continue to grow. Trump is even planning a $12 million military parade on November 10 to showcase the nation's military might.

Follow the money. It always points the way.

The corporations are getting richer, average Americans are getting poorer, the military is getting more militaristic, America's endless wars are getting more endless, and the prospect of

peace grows ever dimmer. This is exactly how you keep the Deep State in power.

The NSA's massive surveillance network, what the Washington Post refers to as a $500 billion "espionage empire," is still spanning the globe and targeting every single person on the planet who uses a phone or a computer. The NSA's Echelon program intercepts and analyzes virtually every phone call, fax and email message sent anywhere in the world. In addition to carrying out domestic surveillance on peaceful political groups such as Amnesty International, Greenpeace and several religious groups, Echelon has also been a keystone in the government's attempts at political and corporate espionage.

America's so-called war on terror, which it has relentlessly pursued since 9/11, continues to chip away at our freedoms, unravel our Constitution and transform our nation into a battlefield, thanks in large part to such subversive legislation as the USA Patriot Act and National Defense Authorization Act. These laws completely circumvent the rule of law and in so doing, they re-orient our legal landscape in such a way as to ensure that martial law, rather than the U.S. Constitution. These laws will continue to be enforced no matter who gets elected.

America's expanding military empire is continuing to bleed the country dry at a rate of more than $15 billion a month (or $20 million an hour). The Pentagon spends more on war than all 50 states combined spend on health, education, welfare, and safety. Yet what most Americans fail to recognize is that these ongoing wars have little to do with keeping the country safe and everything to do with enriching the military industrial complex at taxpayer expense.

The bottom line is that the current U.S. president, much like the previous president and his predecessors, is little more than a figurehead, a puppet to entertain and distract the populace from what's really going on.

The Deep State is so heavily entrenched, so well protected by surveillance, firepower, money and its ability to co-opt resistance that it is almost impervious to change… If there is anything the Deep State requires it is silent, uninterrupted cash flow and the confidence that things will go on as they have in the past. It is even willing to tolerate a degree of gridlock: Partisan mud wrestling over cultural issues may be a useful distraction from its agenda.

So let's have no more of this caterwauling about Trump being victimized by the Deep State.

There is no conspiracy to do away with Trump.

He is doing too good a job at sowing division, creating distractions that keep Americans oblivious to the government's ongoing power grabs, and helping to advance the profit-driven agenda of the Deep State.

Trump is no victim.

Adapted from an article by John W. Whitehead

REQUIRED

Required a social media proficient person with good communication skills, preferably a Multazim Rafiq for Tanzeem's central media cell. Suitable package will be offered.

Send CV to markaz@tanzeem.org
ref social media or contact

Dr. Ghulam Murtaza on +92 333 420 3693

Media and other published content and literature of Tanzeem-e-Islami is searchable (in Unicode) at the following website:

www.tanzeemdigitallibrary.com

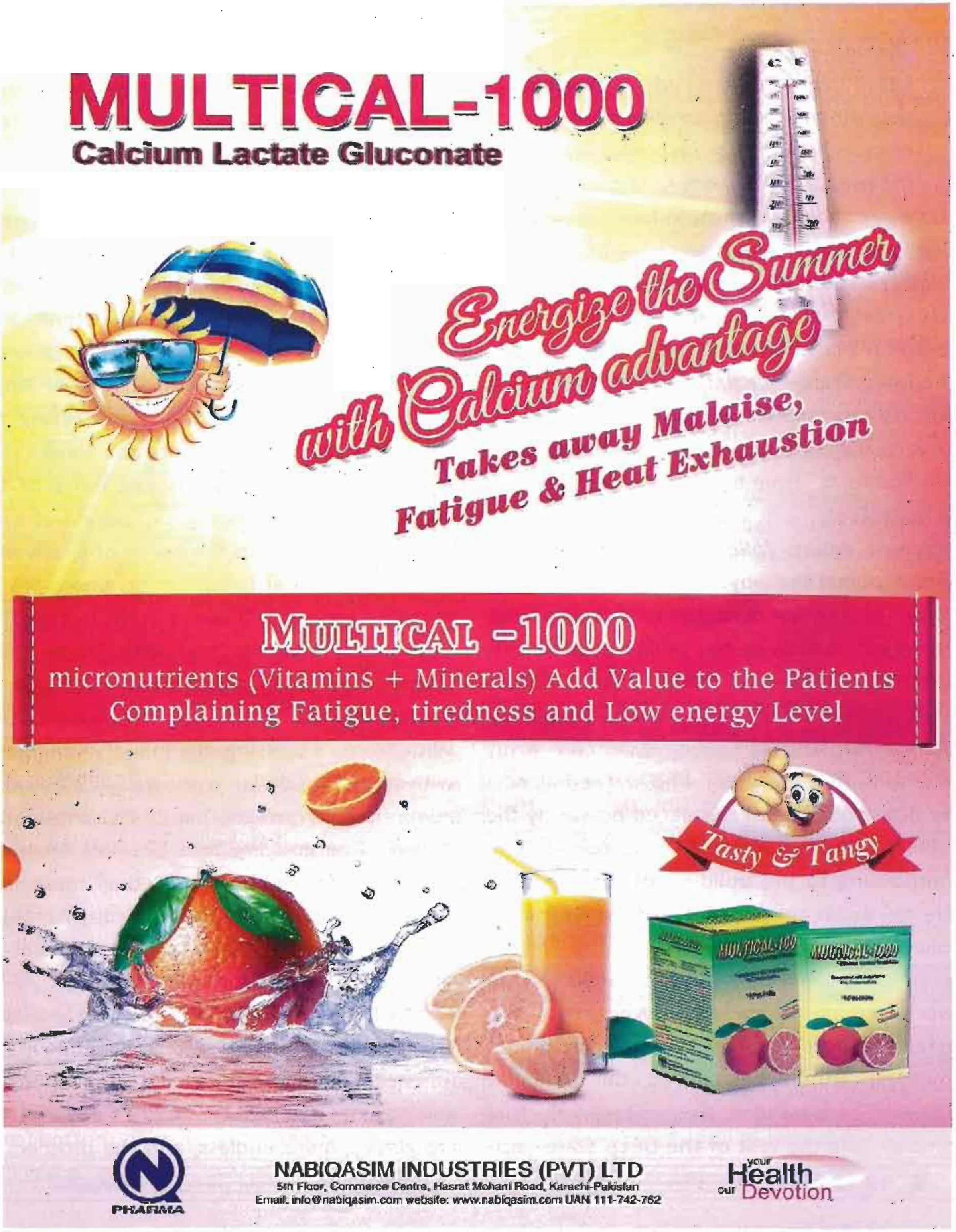
MULTICAL-1000
Calcium Lactate Gluconate
Energize the Summer with Calcium advantage
Takes away Malaise, Fatigue & Heat Exhaustion
MULTICAL -1000
micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level
Tasty & Tangy
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion